آثار منیر

۱۳۶۷ م

حضرت قطب الاقطاب سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحیی منیری قدس اللہ سرہ

اور

آپکے سجادہ نشینان کی سوانح حیات اور صوبہ بہار کے

تاریخی قصبہ منیر شریف کی مختصر تاریخ

مرتبہ

مولانا مولوی سید شاہ محمد مراد اللہ صاحب منیری ممتاز المحدثین

حسب ہدایت

حضرت قبلہ معظم و مکرم عالی جناب سید شاہ محمد عنایت اللہ

صاحب فردوسی منیری سجادہ نشین درگاہ منیر شریف۔ پٹنہ

مطبوعہ برقی فیشن پریس بانکی پور

قیمت ایک روپیہ

فہرست مضامین

انتساب

میں یہ کتاب نہایت ادب و احترام کے ساتھ حضرت حجۃ الاسلام مولانا امام محمد تاج فقیہ ہاشمی قدس خلیلی قدس اللہ سرہٗ کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں جن کی ذات اقدس سے بہار میں اسلام کی شمع روشن ہوئی اور ضلالت کی تاریک شب آفتاب ہدایت سے منور ہوئی۔

گہر نثار کند بر سر زبان چشمم
مرا چو نام شریف تو بر زبان آمد

محمد مراد اللہ منیری

قطعہ تاریخ طباعت آثار منیر شریف

آثار منیر شد ہویدا | چوں طبع شد احسن التواریخ
ہاتف پے سال انطباعش | خوش گفت کہ احسن التواریخ

۱۳۶۷ھ

تقریظ

از ... محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صوبہ بہار مردم خیز صوبہ اور قدیم زمانہ سے علم و فضل کا گہوارہ
ہے جس خاک پاک سے حضرت مخدوم الملک شاہ شرف الدین احمد
منیری، اور فخر قوم وملک قاضی محب اللہ بہاری پیدا ہوئے
ن اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس طرف
رسے دنوں سے یہاں کے علماء نے الا ماشاء اللہ تصنیف
تالیف کی طرف بہت ہی کم توجہ کی ہے۔ اس جمود و خمود
زمانے میں مجھے رسالہ "آثار منیر" دیکھ کر بڑی
مسرت ہوئی۔ جسے عزیزی مولانا سید شاہ مراد اللہ صاحب

منیری ممتاز المحدثین سلمہ نے تالیف فرمایا۔ اور منیر شریف
و بزرگان منیر شریف کے مختصر حالات حضرت مخدوم شاہ
یحییٰ منیری متوفی ٦٩٠ھ ہجری سے حضرت سید شاہ
دولت علی امان اللہ فردوسی منیری متوفی ١٣٤٦ھ
تک کے درج رسالہ کرکے زائرین منیر شریف کے لیے ایک چراغ
رہنمائی روشن کر دیا، لوگ دور دور سے زیارت کے لئے
آیا کرتے ہیں اور بجز دو چار بزرگوں کے بقیہ حضرات کی زیارت
سے بوجہ عدم علم محروم رہتے ہیں۔ اس رسالہ سے ایک حد تک
ان کی رہنمائی ہوگی۔ اور دور بیٹھکر پڑھنے والوں کو بھی کافی
معلومات حاصل ہوں گے۔ مولیٰ تعالیٰ مصنف سلمہ کو عمر و
علم میں برکت اور مفید و نافع [illegible] رسائل لکھنے کی توفیق بہت
عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ
سینیر مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ
یکم ربیع الاول شریف چہارشنبہ ١٣٦٥ھ

تقریظ

از جناب صاحب "فقہ السنن والآثار" استاذی المکرم حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد عمیم الاحسان صاحب مجددی برکتی ادام اللہ فیوضہم مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ سابق مفتی دار الافتاء مسجد ناخدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

شیراز ہند یعنی خطہ بہار کے رہنے والے ساتوین صدی کے آفتاب ولایت مخدوم جہان حضرت شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری قدس سرہ کا مولد منیر شریف ہے، اس مقام کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضرورت تھی کہ وہان کے حالات سے متعلق کوئی کتاب لکھی جاتی۔ یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ عزیز القدر مولانا سید شاہ مراد اللہ صاحب منیری "ممتاز المحدثین" سلمہ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلے مین "آثار منیر" کے نام سے مختصر مگر نہایت مفید اور دلچسپ کتاب لکھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور موفق بنائے۔ آمین

کلکتہ ۱۴ رجب ۱۳۷۳ھ   سید محمد عمیم الاحسان مجددی برکتی عفا عنہ

تعارف

از

فاضل عصر صاحب "اصح السیر" عالیجناب مولانا حکیم ابو البرکات عبد الرؤف صاحب قادری دانا پوری لطفہ مقیم کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صوبہ بہار مین قصبہ منیر شریف قدیم اسلامی مرکز ہے حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دیار مین سب سے پہلے منیر کو اپنا اسلامی مرکز بنایا۔ آپ کی مجاہدانہ کوششون سے اس دور دراز خطہ مین اسلام کی اشاعت ہوئی اور کافی اشخاص نے راہ ہدایت اختیار کی۔ آپ کی اولاد حضرت مخدوم سید شاہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلف صدق حضرت مخدوم سیدنا شاہ شرف الدین احمد بہاری منیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اعزہ کے ذریعہ اس اطراف مین معرفت وحقیقت کا دریا

موجیں مارنے لگا۔ اور اس خطہ میں ہر طرف نور معرفت جگمگانے لگا۔ خدا نے اس خاندان کو بڑی برکت دی۔ پٹنہ۔ گیا۔ مظفر پور۔ چھپرہ کے اکثر شرفا کا شجرۂ نسب حضرت امام محمد تاج فقیہ رح سے ملتا ہے اور بہت سے شجرہ بیعت کا انتساب حضرت مخدوم یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد بہاری منیری رح کی طرف کیا گیا ہے۔

اس خاندان کے بہت سے بزرگوں نے بڑی ریاضتیں اور بڑی چلہ کشیاں کی ہیں جن کے آثار منیر میں بہار اور راجگیر کے پہاڑوں دیگر مواضعات وقصبات میں بعض جنگلوں میں اور ملک سے باہر برہما کے دور دراز علاقوں میں موجود ہیں۔ اس خاندان کے بہت سے حضرات فرداً فرداً اراکین تصوف میں اور رشد وہدایت میں شہرت تامہ رکھتے ہیں بہت سے قلوب پر ان کی آج بھی حکومتیں ہیں ان سب حضرات کے آثار اگر جمع ہو جائیں تو بڑی ہدایت وروحانیت کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مجھکو یہ دیکھکر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب مولانا سید شاہ محمد مراد اللہ صاحب منیری (ممتاز المحدثین) نے اس کی ابتدا کی ہے۔ خدا ان کے کام کو انجام تک پہنچائے۔ میں اس کی تکمیل کیلئے دعا کرتا رہوں گا۔

ابوالبرکات عبدالرؤف عفاعنہ قادری داناپوری

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاَتْبَاعِہِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

خدا در انتظار حمد ما نیست　　محمد چشم بر راہ ثنا نیست

محمد حامد حمد خدا بس　　خدا مداح شان مصطفےٰ بس

محمد از تو می خواہم خدا را　　خدایا از تو عشق مصطفےٰ را

خالق یکتا جس کا کوئی شریک نہیں، احکم الحاکمین جس کا ثانی نہیں، قادر قدوس جس کی مثال نہیں، بنی آدم کے افضل ترین سردار شہنشاہ کونین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ فرمایا تو پھر کون ایسا ہے جو اس کی ذات پاک کا ادراک کرے۔ اس کی حقیقت کو جانے اور اس کو سمجھے۔

اَللہ کے حبیب دونون عالم کے سردار، گنبد خضرا مین آرام فرمانے والے آقا، رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نعت اور مجھ جیسے عاجز و لاچار، سرتاپا گنہگار کی زبان ۔

لایمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

آج سے آٹھ نو سو سال پہلے اللہ کے بندے اُس کے محبوب کی امت خاندان ہاشم کے جلیل القدر فرزند حضرت سیدنا امام محمد تاج فقیہ ہاشمی قدس خلیلی رحمۃ اللہ علیہ حسب بشارت حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم ہندوستان سے ہزاروں میل دور بیت المقدس سے صوبہ بہار کے مرکز عظیم یعنی سرزمین منیر شریف مین تشریف لائے اور پرچم اسلام نصب کرکے اس تیرہ و تار خطہ کو اپنی ضیائے ایمانی سے منور فرمایا۔

۲۷ رجب روز جمعہ ۵۷۶ھ ہجری کی وہ

مبارک ساعت تھی جب آپ کے ہاتھ سے یہان اسلام کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

آپنے اپنے فرائض منصبی کے ادائیگی کے بعد اپنے بڑے صاحب زادے حضرت مخدوم سیدنا محمد اسرائیل منیری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی مین خاندان کے کل افراد کو یہان چھوڑ کر تنہا وطن کی طرف مراجعت فرمایا۔ آپ کے خاندان کے مقدس حضرات نے ارض ہند مین دین کی اشاعت کرکے ظلمت کو روشنی سے، برائی کو بھلائی سے، کفر کو اسلام سے، بدل ڈالا۔ اس دعوت حق سے صوبہ بہار کا گوشہ گوشہ گونج اُٹھا، خطہ بہار بات کی بات مین پُر بہار بن گیا۔ کفر کی گھنگھور گھٹا دیکھتے ہی دیکھتے دور ہوگئی۔ لاکھوں گمراہ راہ راست پر آگئے۔ حضرت امام ممدوح نے جس شمع کو جلایا تھا اُن کے اخلاف نے اس کو روشن رکھا۔ ان پاک نفوس کے زرین کارنامے لوگون سے ہمیشہ سُنے جائین گے۔ + +

شجرہ

حضرت امام محمد تاج فقیہ ہاشمی قدس خلیلی قدس سرہ

حضرت مخدوم اسرائیل منیری رح
حضرت مخدوم اسمٰعیل منیری رح
حضرت مخدوم عبدالعزیز
صاحبزادی

حضرت مخدوم منظفر رح
حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری
صاحبزادی

حضرت مخدوم جلیل الدین احمد منیری رح
حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد منیری
حضرت مخدوم خلیل الدین احمد منیری رح
حضرت مخدوم حبیب الدین احمد منیری رح

مخدوم ذکی الدین
بی بی فاطمہ
بی بی زہرہ
حضرت مخدوم اشرف

این سلسلۂ طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

جس چمن کو امام ممدوح نے اپنے مقدس ہاتھوں سے سنوارا تھا
اُسے حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری رح، حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین
احمد منیری رح حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی رح حضرت مخدوم شاہ حسین
نوشۂ توحید رح حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رح اور دیگر بزرگوں نے
سرسبز رکھا اور اس کی آبیاری کے لئے حضرت مخدوم سید شہاب الدین
پیر جگجوت جیسی عظیم المرتبت ہستی خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم
کی خوشنودی کے لئے اپنے اونچے محل کو چھوڑ کر کاشغر سے عظیم آباد کی راہ
لیتے ہیں، حضرت مولانا امام مظفر بلخی رح شوق طلب میں خاک دہلی کو
خیرباد کرتے ہیں، حضرت رکن الدین عشق ابوالعلائی رح ددد ودراز
کی راہ اختیار فرماتے ہیں، اسی طرح لاکھوں بندگان خدا اس پار میں
آتے گئے چمن کے نشانات بہار کے کھنڈرات میں، منیر کے ذرات میں
نیز صوبہ کے مختلف مقامات میں آج تک موجود ہیں۔
یہ سلسلہ اسی صوبہ تک محدود نہ رہا بلکہ اس چشمۂ صافی سے
کشت بنگالہ بھی شاداب ہو گئی اور اس آفتاب کی کرنیں مملکت
اسلامیہ تک چھن چھن کر پہونچتی گئیں۔

آج کون ہے جو ان بزرگان دین کو نہین جانتا۔

حضرت مخدوم **شاہ اسرائیل منیری** کے دو صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ منظفر منیری اور حضرت سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحییٰ منیری ہوئے، حضرت مخدوم شاہ منظفر کا انتقال والد ماجد کے سامنے ہو چکا تھا اس لئے حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری والد ماجد کے وصال کے بعد **مسند قیدم** پر بیٹھے اور ملک مفتوحہ کی زمام اپنے ہاتھون مین لی۔ مگر زہد و ورع جو خاندان کا شعار تھا اُسی کو اختیار فرمایا۔ اور سلطنت منیر کو کچھ دنون کے بعد ایک مجاہد کے سپرد کر دیا۔

آنکہ بر پیرایۂ الفقر فخری ناز داشت

ترک شاہی کرد و با شاہ مجاہد داد مفت

شاہی ترک کر کے فقر کی راہ اختیار فرمایا اللہ سے لو لگائی اللہ والے ہو گئے۔ قدرت نے ہمت افزائی کی اور جادۂ من کان للہ فھو لکھ پر بیٹھے۔ آپ نے اپنی **شمع معرفت** سے ایک عالم کی رہبری کی۔ دور و دراز سے لوگ آپ کی خدمت مین آئے

اور ہمیشہ کے لئے پابوسی کے لئے رہ گئے۔ اسی طرح صبح و شام نے اپنے لمحات طے کئے، یہانتک کہ ساتوین صدی کے وسط مین آپکے گھر مین چودھوین کا چاند طلوع ہوا یعنی ۲۹ شعبان سنہ ۶۶۱ ہجری مین ملک کے ممتاز بزرگ حضرت سلطان المحققین مخدوم الملک **شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ** منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جو کچھ دنون کے بعد عرفان کا **درخشان آفتاب** بن گیا۔ جن کی ذات گرامی سے ارض بہار پُر بہار بن گئی اور آپ کی مقدس تعلیمات نے ہندوستان بیرون ہند کے گوشہ گوشہ مین جگہ پائی اور آپ کا سلسلۂ فردوسیہ ہندوستان اور ہندوستان کے باہر ممالک اسلامی مین جاری ہوا جہان بھی یہ سلسلہ ہے وہ آپ ہی کے واسطے سے پہونچا ہے۔ اور سرزمین منیر کو آپ کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۶۹۵ھ مین گلستان منیر کی نوخیز کلی کھلی جو کھلتے ہی مشام جان کو معنبر کر گئی، یعنی خاندان مخدوم کے جلیل القدر فرزند حضرت شاہ **دولت** منیری رحمۃ اللہ علیہ عالم وجود مین آئے اور حق و صداقت کی راہ مین ثابت قدم رہ کر خلق کی رہبری فرمائی۔ آپ کی چوکھٹ پر امیر و غریب سلطان و وزیر

دور و دراز سے آئے اور شمع ہدایت کے پروانے بن گئے، آپ کے دامن ہمت سے لپٹے اور حسن عمل سے بہتون کی راہ سیدھی کر گئے اور خود بھی منزل مقصود تک پہونچ گئے، صوبہ بہار مین اسلام تصوف کے ساتھ آیا اور صوبہ بہار مین یہ پہلی خانقاہ ہے جہان سے اسلام کا نشو و نما ہوا۔ حضرت مخدوم اور آپکے خاندان کے ممتاز اصحاب نے اپنی روحانی ضیا سے چپہ چپہ کو منور فرمایا۔ اس سلسلۃ الذہب کی کڑیان صوبہ مین اور اس سے باہر بھی کثرت سے پھیلین منیر جیسی متبرک اور تاریخی جگہ کے لئے ایک سلسلہ وار تاریخ کی ضرورت تھی مگر کوئی ایسی کتاب نہ ملی جس مین منیر کے تاریخی پہلو پر مفصل بحث کی گئی ہو ہر کتاب مین ایک ہی روایت مختلف طرح سے ملتی گئی۔ جس مین بعض تو قیاس کے خلاف بعض واقعات سے کوسون دور۔ ؎

مقامی اور غیر مقامی اشخاص نے اس سلسلے مین بہت کتابین مرتب کین مگر طالبان تحقیق تشنہ کام ہی رہے ہے۔

تاریخ کی مستند کتابین مثلاً فرشتہ، طبقات ناصری، ہفت گلشن، تاریخ احمدی، ابوالفضل، اور اکثر کتابون مین یہان کے حالات ہین مگر واقعات کے اعتبار سے غیر مکمل ہین ؎

حضرت مخدومؒ کا خاندان صوبہ کے اطراف و اکناف مین کثرت سے پھیلا جو جہان رہے اپنے طور پر اپنے اور اپنے بزرگون کے خاص خالات لکھتے چلے گئے۔ مگر ان روایتون مین کافی اختلاف ہوتا گیا۔

غرض یہ سب کچھ ایسی الجھنین ہین جس نے ایسی کتاب لکھنے کی توجہ دلائی جو واقعات کے اعتبار سے امکانی صحت اور سلسلے سے آراستہ ہو، اسی خیال سے مین نے مختلف کتابون سے اور خاندان کے اکثر بزرگون سے معلومات بہم پہونچائے اس طرح بڑی مشکلون کے بعد جا بجا سے اس لشکر عظیم کے لئے رسد مہیا ہوتی چلی گئی اور اس در منثور کو ایک لڑی مین پرو دیا۔ یہ کتاب صوبہ بہار کے مشہور خطہ منیر اور یہان کے بزرگون کی مختصر تاریخ ہے ؎

قدردان اصحاب اس کے طبع کرنے پر پیہم اصرار کرنے لگے مگر تعلیمی سلسلے کے سبب اس کا موقع نہ آیا۔ جب ادھر سے اطمینان ہوا تو ہنگامی پریشانیون سے اس کے چھپنے کی امید منقطع ہونے لگی مگر احباب کے تقاضے پے در پے جاری رہے۔ اس لئے کتاب کا اختصار کرکے "آثار منیر" کے نام سے شائع کر رہا ہون، اور سخت شکر ہے کہ

وطن پرستی کے جذبہ مین نابینا ہوکر واقعات کو تاریکی مین نہین لایا۔ منیر کی ابتدائی حالت کیا تھی؟ بزرگون کے ہاتھون سے اس سرزمین مین اسلام کی پرچم کشائی کس طرح ہوئی؟ یہان اسلام کا سنگ بنیاد کیسے رکھا گیا، اور آج یہان کی کیا حالت ہے؟

یہ ایک طویل بحث ہے جس کے لئے یہ چند اوراق کافی نہین۔ تاہم کوشش کیگئی ہے کہ اختصار کے ساتھ ہر پہلو اپنی اپنی جگہ پر نمایان ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اشاعت مین تفصیل کے ساتھ یہان کی تاریخ پیش کرون گا۔ اس کے بعد ارادہ ہے کہ صوبہ بہار کے علما و مشائخ کے حالات "مشاہیر بہار" کے نام سے شائع کیے جائین۔ اللہ تعالےٰ ہماری اس سعی کو خلعت قبولیت عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور بندگان خاص کے نقش قدم پر ہم لوگون کو چلنے کی توفیق بخشے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔ ٥

محمد مراد اللہ منیری

آستانہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ منیر شریف ضلع پٹنہ

۱۴ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منیر شریف صوبہ بہار میں ایک تاریخی اور متبرک مقام ہے جو آٹھ سو برس سے بڑے بڑے علمائے عظام و صوفیائے کرام کا مسکن رہا ہے۔ اس وقت یہاں راجہ منیر پر سر حکومت تھا۔ اسی زمانہ میں ایک مسلمان حضرت مومن عارف رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن یمن سے بغرض سیاحت اس طرف آئے اور یہان مقیم ہو گئے۔

راجہ کو ان کے نور ایمانی سے اپنی سلطنت کے لئے مذہبی خطرات محسوس ہونے لگے اس لئے اس منبع ایمانی کو یہین جانے پر مجبور کیا۔ آخر انہوں نے رخت سفر باندھا اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے مرکز اسلام یعنی مدینہ منورہ پہنچ کر بارگاہ رسالت صلعم میں استغاثہ کیا۔ اس مسافر اسلام کی التجا نے خلعت قبولیت پایا اور خاندان ہاشم کے ایک جلیل القدر انسان جن کا گھرانا شروع سے صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ، جن کی بزرگی کا شہرہ دو چار میں نہیں تمام عرب میں تھا، جو خدا کی یاد میں اپنے وطن شہر بیت المقدس کے قصبہ قدس خلیل الرحمٰن (ہبرون Hebron) میں مصروف تھے جن کا نام محمد اور لقب تاج فقیہ

تھا۔ خواب میں زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور
حکم جہاد پایا۔ حکم ہوتا ہے رختِ سفر باندھو اور سرزمین منیر کو نور اسلام
سے منور کرو۔ ہمارا کلاہ بھی لے لو اللہ اس کی برکت سے کامیاب کریگا۔
راستہ میں اور نبرد آزما بھی تمہارا ساتھ دیں گے۔

فرمان نبوی صلعم کے صادر ہوتے ہی اپنے وطن سے مع اہل وعیال
اور کلاہ مبارک اور دیگر تبرکات (جو پہلے سے آپ کے خاندان میں محفوظ
تھے) روانہ ہوئے۔ اور راہ میں بہت سے مسلمانوں نے ساتھ دیا۔ اور بعض
بادشاہوں نے بحکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ عالم رویا میں مشرف بزیارت
ہوئے۔ اپنے عزیزوں کو سالار فوج کرکے ساتھ کیا۔ چنانچہ تاج الدین کھاندۂ
و ظہیر علی ترک ترنگ شہید شہزادوں سے ہیں۔

حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کے خواہرزادے حضرت سیدنا خطیر الدین ابدالی قدس سرہ بھی شوق جہاد میں
آپ کے ساتھ ہوئے اور یہیں کے ہو رہے۔

اس طرح اس مختصر جماعت نے ایک فوج کی صورت اختیار کرلی،
اور ہندوستان کا بیشتر حصہ خاموشی سے طے کرلیا۔

ہندوستان میں اس فوج کا داخلہ شمال و مغرب کے راستہ سے ہوا۔
اور کرمناسا نگ ندی تک جو بکسر کے قریب ہے جہاں حکومت منیر
کی سرحد شروع ہوتی تھی پہنچ گئے۔ جب اس ندی کو عبور کرلیا تو راجہ کی فوج

مدمقابل ہوئی اور جم کر لڑائی ہونے لگی۔ راجہ کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔
اور قلعہ کے پھاٹک تک شدت سے تعاقب کیا گیا۔ یہاں راجا نے آخری
سنبھالا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ منیر مسلمانوں کے قبضہ میں
اُس وقت آیا جبکہ راجہ کی اکثر و بیشتر فوج تباہ و برباد ہو چکی تھی۔

اس طرح یہ ظلمت کدہ بقعہ نور بن گیا، جس کی ضیاء نے صوبہ بہار
کے ذرہ ذرہ کو منور کر دیا۔ ۲۷ رجب ۵۷۶ھ کا وہ مبارک دن تھا جس
دن حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل حضرت امام محمد تاج فقیہ کے ہاتھوں
ہوئی۔ راجہ کا قلعہ مسمار ہو گیا ہے، مگر آثار عتیقہ کے خزائن اب بھی اس کے
شکم میں محفوظ ہیں۔

فتح ہونے کے بعد سرگروہ لشکر حضرت امام محمد تاج فقیہ ہاشمی
قدس سرہ نے کچھ دنوں یہاں قیام کے بعد ولایت منیر اپنے صاحبزادوں
کے سپرد کیا اور تنہا بیت المقدس واپس تشریف لے گئے۔ مسلمانوں کے
مستقل حکومت کے اس فتح کی تاریخ[1] اس طرح ہے:۔

یافت چوں بر راجۂ منیر ظفر ۔۔۔ داد امام از دین جہانے را نوی
ہست منقولی از بزرگانِ سلف ۔۔۔ سالِ آں دین محمد شد قوی

۲۷ رجب روز جمعہ ۵۷۶ھ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور منیر
اُن کے قبضہ میں آیا۔ یہ فتح صرف مقامی ہی فتح نہ تھی کیونکہ حضرت امام

[1] وسیلۂ شرف ۱۲

محمد تاج فقیہؒ کے رفقاء جو لڑائی میں شہید ہوئے تھے، ان کے مزارات
منیر شریف سے دور دور مقامات پر بھی واقع ہیں۔ مثلاً شاہ برہان الدین
شہید جن کا مزار پٹنہ سے دکھن گھرا میں اور چندن شہید کا مزار سہسرام کی
ایک پہاڑی پر ہے جو چندن شہید کی چوٹی کہلاتی ہے۔ یہ جگہ شہر سے تھوڑے
فاصلہ پر واقع ہے۔

کل افواج کے سردار حضرت قطب الاقطاب علم بردار ربانی تھے
جن کا مزار موضع مہدآنواں متصل منیر شریف ہے۔ تاج الدین کھاندگاہ
جو محمود غزنوی کے خاندان کے ایک رکن ہیں منیر شریف کی بڑی درگاہ میں
آسودہ ہیں۔ حضرت امام محمد تاج فقیہؒ کے بیت المقدس تشریف لیجانے
کے کچھ دنوں بعد آپ کی اہلیہ مکرمہ نے اس جہان فانی سے رحلت فرمایا،
اس کے بعد آپ نے دوسرا عقد کیا جن سے حضرت مخدوم شاہ عبدالعزیز
منیریؒ تولد ہوئے۔ آپ کے پوتے محرم اسرار غیب حضرت مخدوم شاہ
شعیب فردوسی ابن حضرت مخدوم جلال الدین منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ
عبدالعزیزؒ کا مزار مبارک شیخپورہ ضلع مونگیر میں مرجع خلائق ہے۔ جب
آپ سن شعور کو پہنچے تو بھائیوں کی محبت اور خاک منیر کھینچ لائی اور ہمیشہ
کے لئے رہ گئے۔ آپ کا مزار پُرانوار بڑی درگاہ شریف میں ہے۔

بختیار خلجی کا ورود جب بہار میں ہوا اس وقت منیر شریف کی عنان
حکومت حضرت سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحییٰ منیری قدس سرہ کے

ہاتھ میں تھی۔ آپ نے بہ اصرار حکومت منیر کو بختیار خلجی کے سپرد کر دیا۔ انہوں
نے کہا کہ میں مسلمان کا مال نہیں لیتا۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہی اور ملک وراثت
اور ملک نہیں یہ داد الٰہی ہے۔ خدا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مجھ سے یہ بار
نہیں اٹھے گا، عبادت میں حرج ہوتا ہے۔ پھر عدل و انصاف کے لئے وصیت
کی اور سلطنت منیر ان کے حوالہ کر دی۔ اور خود گوشۂ عزلت اختیار کیا،
اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے خاندان نے زہد و ورع کو اپنا
شعار بنایا۔ اور شہرۂ آفاق ولی اللہ اس خاندان سے پیدا ہوتے رہے
جن کی ذات سے صوبہ بہار میں اسلام نے فروغ پایا۔ صوبہ بہار میں سادات
کے جتنے قدیم خانوادے ہیں سب کا نسبی یا معنوی تعلق اسی منبع روحانی
سے ہے۔ X

یہاں کا بیشتر حصہ اب ایک کھنڈر کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ اگلے
وقتوں میں یہ ایک بڑا اور معمور شہر تھا۔ مگر سلطنت مغلیہ کے زوال کے
ساتھ اس کا بھی انحطاط شروع ہو گیا، اور اب ایک پرگنہ کے مرکز ہونے
کی حیثیت رہ گئی ہے۔

قدیم فارسی دفاتر اور کتابوں میں بلدہ یعنی بڑے شہر کے نام سے
موسوم ہے۔ پُرانے کاغذات سے اس کے عدالت عالیہ کے مستقر ہونے
کا پتہ ملتا ہے جس کے فیصلہ پر دو قاضیوں کے دستخط ہوتے تھے مسلمانوں
کے دور حکومت میں یہ شہر بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ پہلے دریائے گنگ...

اسی کے ذیر پائیں بہاری تھا۔ جو اب کچھ دور شمال و مغرب کی جانب ہٹ گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کاروبار کی شاہراہ اور تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ ساتھ ہی دریا کی طرف اس کا مضبوط اور بلند قلعہ اس کی حفاظت کے لئے تھا، جو ایک ڈھیر کی شکل میں اب تک قائم ہے۔ اور اس لحاظ سے اگلے زمانے میں جنگی نقطۂ نظر سے بھی یہ جگہ اہم تھی۔ صاحب تاریخ فرشتہ فیروز رائے ولد کیشوراج ولد مہاراج کی حکومت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "دو مرتبہ بہار میں جاکر خیرات بے شمار کی، بلدہ منیر اسی کے عہد میں احداث ہوا۔"[۱] یعنی منیر کی بنیاد فیروز رائے ولد کیشوراج ولد مہاراج ولد کشن ولد پورب ولد ہند ابن حام ابن حضرت نوح علیہ السلام نے ڈالی تھی۔

منیر کا پہلی بار تذکرہ فیروز رائے ولد کیشوراج کی حکومت کے سلسلہ میں اور دوسری بار بختیار خلجی کے فتح بنگالہ کے موقع پر آیا ہے۔ جس کو صاحب "تاریخ فرشتہ" بختیار خلجی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"وہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا۔"[۲]

علامہ سید سلیمان ندوی رسالہ ندیم بہار نمبر ۱۹۳۳ء میں طبقات ناصری کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"بختیار خلجی المتوفی ۶۰۲ھ نے چھٹی صدی ہجری کے آخر

---

[۱] تاریخ فرشتہ اردو جلد اول ص ۱۳ [۲] تاریخ فرشتہ جلد دوم اردو ص ۳۷۵

میں منیر و بہار پر قبضہ کیا۔ اس وقت اس صوبہ پر بودھ مت کی حکومت تھی اور شہر بہار ان کے علماء و فضلاء کی درسگاہ اور زاہدوں اور عابدوں کی خانقاہ تھی۔"

"چوں مرد شجاع و دلیر بود بطرف زمین منیر و بہار می تاخت و غارت میکرد ...."

اس کے بعد فرماتے ہیں :-

"اس زمانہ میں منیر و بہار صوبہ کے مرکزی شہر تھے اور یہی وہ مقام ہیں جن کو اس صوبہ کے روحانی بادشاہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وجود سے شرف بخشا۔"

بختیار خلجی کے ورود بہار سے بہت قبل منیر مسلمانوں کے زیر حکومت آچکا تھا۔ اور یہاں کے بزرگوں نے دینی بادشاہت کے ساتھ ساتھ دنیاوی حکومت بھی عرصہ تک کی۔

صوبہ بہار میں منیر پہلی جگہ ہے جہاں اسلام کا نشو و نما ہوا اور حضرت مخدوم اور آپ ہی کے خاندان کے ممتاز افراد نے اپنی روحانی ضیا سے چپہ چپہ کو منور کر دیا۔ یہاں کے اکثر و بیشتر بزرگ صوبہ بہار اور ملک کے مختلف مقامات میں اشاعت اسلام کے لئے گئے اور وہیں کے ہو رہے۔ جا بجا ان کے مزارات ابھی تک موجود ہیں۔

یہاں کے لوگوں نے دوسروں کو بھی یہاں آنے کی دعوت دی۔ اور انہیں اپنا بنالیا۔ ہندوستان و بیرون ہند کے اکثر بزرگ یہاں کی شہرت سن کر آئے جو آج تک یہاں کی خاک میں آسودہ ہیں۔ مختلف خانوادے کے بزرگوں اور شاہزادوں کے مزارات یہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

حضرت قدوۃ العارفین قطب الاقطاب

سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحییٰ منیری سہروردی قدس سرہٗ

آپ حضرت مخدوم امام محمد تاج فقیہہ ہاشمی قدس خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مخدوم سیدنا شاہ اسرائیل منیری نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادے ہیں۔

نسب نامہ حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیریؒ ابن حضرت مخدوم سیدنا شاہ اسرائیل منیریؒ ابن حضرت سیدنا امام محمد تاج فقیہہ ہاشمی ابن مولانا ابوبکر ابن مولانا ابو الفتح ابن مولانا ابو القاسم ابن ابو الصائم ابن ابو دہر ابن ابو اللیث ابن ابو سرمہ (ابو سہمہ) ابن ابو دین ابن ابومسعود ابن ابو ذر ابن زبیر ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت سنہ [illegible]۲ھ میں بیت المقدس کے قصبہ قدس خلیل الرحمٰن میں ہوئی۔ اور چار سال کی عمر میں ۵۷۶ھ میں اپنے جد امجدؒ کے ساتھ منیر شریف آئے۔

تحصیل علم منیر شریف کے مشہور بزرگ حضرت مخدوم سیدنا شاہ رکن الدین مرغیلانی منیریؒ سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی

---

[1] مرآۃ الکونین۔

بیعت حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ[۱] سے دولت بیعت حاصل کی[۲]۔ اور پیر و مرشد ہی سے علوم باطنی کی تکمیل بھی ہوئی۔ اور اجازت نامہ بھی عنایت ہوا۔

آپ کے چشمۂ فیض سے ایک عالم سیراب ہوا۔ اور آپ کی بزرگی کا شہرہ تمام ہندوستان میں خوب ہوا۔ ہندوستان کی محترم ہستیاں بھی آپ کی خدمت میں آتی گئیں۔ آج بھی آپ کا روحانی فیض عام ہے اور آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ آپ اور حضرت سعدی[۴] شیرازی، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی[۳]، حضرت خواجہ احمد دمشقی اور حضرت مخدوم سیدنا شاہ شہاب[۵] الدین پیر جگجوت کی درگاہ پٹنہ پیر بھائی ہیں۔

۱؎ حضرت شیخ کو صحبت حضرت غوث الثقلین جیلانی رح سے بھی تھی اور خرقۂ خلافت آپ سے بھی پایا تھا۔ اور مرید و خلیفہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی المتوفی ۵۶۳ھ کے تھے۔ حضرت غوث الثقلین کے وصال کے بعد آپ کا بڑا ارشاد ہوا۔ سیکڑوں ولی اللہ آپ کی خانقاہ سے نکلے جن میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری، مخدوم نظام الدین غزنوی، شیخ شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی حضرت خواجہ احمد دمشقی حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی وغیرہ آپکے مریدان کاملین سے تھے (تذکرہ الکرام) یکم محرم ۶۳۲ھ میں آپکا وصال ہوا۔

۲؎ مرآۃ الکونین صفحہ ۳۴۲ —

۳؎ المتوفی ۶۹۰ھ ۴؎ وفات ۶۶۶ھ ۵؎ آپ کا وطن (بقیہ برصفحہ دیگر)

آپ کو حضرت مخدوم شاہ تقی الدین عربی مہسوی[۶] حافظ مادر زاد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادت تھی آپ اکثر مہسو ضلع دیناج پور بنگال تشریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کاشغر تھا اور صاحب سلطنت تھے۔ محبت خدا میں ترک شاہی کر کے حضرت شیخ الشیوخ کے مرید ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ میں حد کمال کو پہونچے ولایت صوبہ بہار پر فائز کئے گئے۔ اور صوبہ کے مشہور شہر پٹنہ میں طرح اقامت ڈالی۔ آپ کی خانقاہ عرصہ تک رشد و ہدایت کا سرچشمہ بنی رہی اور آج بھی آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ خاندان سیادت کے آپ ایک محترم بزرگ ہیں۔ آپ کے گھرانے میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی خوبیاں حد کمال تک عطا فرمائی تھیں۔ آپکی چار صاحبزادیاں ہوئیں جو اپنے اپنے وقت کی رابعہ بصریہ تھیں۔ بڑی صاحبزادی کی شادی حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی آپ ہی کی ذات بابرکات سے حضرت مخدوم الملک شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ جیسی ممتاز ہستی عالم وجود میں آئی۔ آپ کے خاندان میں ایک وقت میں چودہ قطب تھے جو اپنے اپنے دور میں یگانۂ روزگار ہوئے۔ آپکے ایک نواسے حضرت مخدوم سلطان سید احمد چرم پوش کا مزار مبارک محلہ انبیر بہار شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ ہی کی منجھلی صاحبزادی حضرت بی بی کمال قصبہ کاکو ضلع گیا میں مدفون ہیں۔ اسی طرح آپ کے خاندان کے مختلف بزرگان صوبہ بہار میں جابجا مدفون ہیں۔ آپ کا وصال ذی قعدہ کی اکیس تاریخ کو ہوا اور مزار پر انوار پٹنہ کے شمالی حصہ میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۶؎ آپ کا مزار مبارک ضلع دیناج پور بنگال کے قریب مہسو میں ہے۔ آپ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ے جاتے تھے۔

شادی آپ کی شادی پٹنہ کے نیر اعظم بزرگ حضرت مخدوم سیدنا شاہ شہاب الدین پیر جگجوت کچی درگاہ پٹنہ کے بڑی صاحبزادی سے ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لب دریا ایک پر فضا بلند چبوترہ پر ہے۔ آپ کے پہلو میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا مزار ہے۔ آپ کے نام کے ساتھ پیر جگجوت بھی ہے۔ یہ لقب آپ کے پیر و مرشد کا عطا کردہ ہے آپ کا مزار اور چبوترہ چونکہ خام ہے اسی مناسبت سے کچی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۱) عرب کے رہنے والے اور ایک مقتدر خاندان کی یادگار ہیں۔ حضرت خواجہ احمد دمشقی مرید و خلیفہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید اور صاحب سلسلہ ہیں۔ طریقہ سہروردیہ کے اکابر مشائخ میں آپ کا شمار ہے آپ کے خلفاء میں حضرت مخدوم سلیمان مہسوی مشہور ہیں۔ جن کے مرید حضرت غریب اللہ حسین دھوکر پوشش (آپ کے نام کی ایک بستی دھوکر پوشش منیر کے متصل ابھی تک آباد ہے وہاں آپ کا چلہ بھی ہے) جیسے بزرگ ہوئے۔ آپ ہی کے مرید و خلیفہ حضرت مخدوم ضیاء الدین صوفی سہروردی جنید ثانی ابن مخدوم برہان الدین صوفی ہانسوی (المتوفی ۲۶ محرم) ابن حضرت مخدوم قطب الدین جمال ہانسوی مرید و خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جیسے یگانہ روزگار ہوئے۔ آپ کی ذات گرامی نے خطہ بنگال میں اسلام کی اشاعت کی اور سرزمین مہسو شمع ایمان سے (باقی بر صفحہ دیگر)

اولاد حضرت سلطان المخدوم کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔

(۱) حضرت مخدوم سیدنا شاہ جلیل الدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔ اور عرصہ تک آپ سے سلسلہ رشد و ارشاد جاری رہا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت سلطان المخدوم کے زیر پائیں منیر شریف میں ہے۔

(۲) حضرت مخدوم جہاں[۱] سلطان المحققین مخدوم شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) منور ہوئی۔ آپ کی عظیم الشان خانقاہ کے نشانات اب تک پائے جاتے ہیں۔ خانقاہ کے سامنے ایک وسیع مسجد اسی زمانہ کی تعمیر شدہ ہے۔ اس کے متصل آپ کا حجرۂ مبارک ہے۔ اس کے بغل میں ایک شکستہ احاطہ میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ اسی احاطہ میں ایک کنواں ہے جس کا پانی لاعلاج مریضوں کے لئے آب حیات ہے۔ زائرین دور دراز سے آتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔ آپ کے مزار شریف پر بے انتہا سادگی ہے۔ آپ کا سلسلہ سہروردیہ منیر شریف کی خانقاہ میں بھی ہے۔ حقیر نے آپ کے مزار شریف کی حاضری کی سعادت حاصل کی ہے ۱۲

---

[۱] حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ / شعبان ۶۶۱ھ میں بمقام منیر شریف تولد ہوئے۔ آپ کا مادہ سال ولادت شرف آگیں ہے۔ آپ کی تعلیمی بساط آپ کے والد ماجد کے سامنے (بقیہ بر صفحہ دیگر)

۶۶۱ھ

(۳) سیدنا مخدوم شاہ خلیل الدین احمد فردوسی منیری رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ مرید و خلیفہ مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بچہ چکی تھی۔ جب آپ سات سال کے ہوئے تو مولانا شرف الدین توامہ بخاریؒ مصنف "نام حق" دہلی سے سنار گاؤں جاتے ہوئے ۶۶۸ھ میں حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کو منیر شریف آئے اور چند روز قیام پذیر رہ کر آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ جب آپ جانے لگے تو حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنے والد ماجد سے مولانا ممدوح کے ساتھ تعلیم کی غرض سے جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہو گئے۔ ۲۹ برس کی عمر میں تمام علوم و فنون کی تکمیل مولانا سے کی۔ دوران تعلیم میں مولانا نے آپ کی شادی اپنی صاحبزادی سے کر دی۔ جن کا مزار منیر شریف میں ہے۔ مولانا کا مزار مبارک قریب سنار گاؤں متصل ڈھاکہ ہے۔ حضرت مخدوم سنار گاؤں ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد کا وصال سنہ ۶۹۰ھ میں ہو گیا۔ آپ منیر تشریف لے گئے اب پیر کی تلاش ہوئی۔ درد طلب نے آپ کو بے قرار کیا۔ حضرت محبوب الٰہی کا شہرہ سن کر دہلی روانہ ہوئے۔ چونکہ قسمت وہاں نہ تھی اس لئے اور مختلف سلسلہ کے بزرگان کی ملاقات کرتے ہوئے حضرت مخدوم نجیب الدین فردوسی رحؒ (آپ مرید شیخ رکن الدین فردوسیؒ کے ہیں، آپ کی قبر حوض شمسی کے جانب مشرق صف عالی پر مولانا برہان الدین بلخیؒ کی قبر کے نزدیک ہے۔) (اخبار الاخیار) کی بارگاہ میں پہنچ کر دولت بیعت حاصل کی۔ پیر و مرشد نے خلافت نامہ (بقیہ بر صفحہ دیگر)

رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور بہار شریف میں اپنے برادر بزرگ اور محترم پدر کے زیر پائیں آسودہ ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ اشرف

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وصیت نامہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد منیر شریف مراجعت کرتے ہوئے راہ میں بہیا ضلع آرہ کے جنگل میں بارہ سال تک یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ آپ کو محویت اس درجہ رہی کہ بوئے طعام سے قوت شامہ تک مزا نہ لے سکی۔ بارہ سال کے بعد وہاں سے اپنے وطن منیر ہوتے ہوئے راجگیر کی راہ لی۔ پہاڑ کے اندر ایک مدت تک یاد خدا میں مشغول رہے۔ عرصہ کی ریاضت و مجاہدہ کے بعد مسند بہار پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور اس سرزمین کو پُر بہار بنایا۔ بہیا اور راجگیر کے علاوہ آپ کے چلے مختلف مقامات پر ہیں جن میں بیرا اور مخدوم پور متصل منیر شریف سردہ متصل کوئیلور ضلع آرہ۔ شرف الدین پور متصل منیر شریف، سائیں برلا، اسد تیسو پور ریلوے اسٹیشن کے چلے مشہور ہیں، اسد تیسو پور میں ایک چلہ حضرت بابا فرید گنج شکر کے نام سے موسوم ہے ممکن ہے حضرت یہاں فروکش ہوئے ہوں) اس مصباح منیر کی ضیا نے باون سال تک رشد و ہدایت، درس و تدریس، تالیف و تصنیف سے ایک عالم کی رہبری کی۔ آپ کے شروح و حواشی عربی کی کتابوں میں عرب و شام میں موجود ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد سترہ سو تک اور کتابوں میں مسطور ہے۔ مگر اس دیار میں آج بھی ۲۵ نسخے موجود ہیں۔ آداب المریدین مصنفہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی کی فارسی میں آپ کی شرح مشہور ہے۔ مکتوبات میں مکتوبات سہ صدی (بقیہ بر صفحہ دیگر)

منیریؒ بن مخدوم شاہ خلیل الدین منیریؒ کی شادی حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد منیریؒ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے ہوئی جن سے صاحبانِ منیر کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کی دوسری صاحبزادی حضرت بی بی زہرہ کی شادی حضرت شاہ قمر الدینؒ بن مولانا میر شمس الدین مازندرانی سے ہوئی دونوں صاحبزادیوں کے مزارات بڑی درگاہ منیر شریف میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور مکتوبات جوابی اور ملفوظات میں معدن المعانی و خوانِ پُرنعمت بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ فوائد رکنی، لطائف المعانی، مخ المعانی، رسالہ اجوبہ، مونس المریدین، ارشاد السالکین، ارشاد الطالبین، عقائد شرفی، فتوح الاوراد، رسالہ در طلب طالبان آپ کے ملفوظات اور تصنیفات میں سے ہیں۔ آپ کا وصال پانچویں شوال ۷۸۲ھ میں بہار شریف میں ہوا اور مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ مادہ وصال پُرشرف ہے۔ ۷۸۲ھ آپ کا تولد خانہ منیر شریف میں اب تک قائم ہے۔ اور خاندان کے کل بزرگان منیر شریف میں آسودہ ہیں۔ آپ کے مزار کے قریب آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مخدوم شاہ خلیل الدین احمد منیریؒ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا تذکرہ اکثر کتابوں میں ہے اس لئے ہم نے مختصر طور پر لکھا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ آپکی مکمل سوانح حیات لکھوں گا ۱۲

سے انوار ولایت صفحہ ۱۲۶ مصنفہ حضرت سید شاہ عبد القادر ابو العلائی اسلام پوریؒ ۱۲

(۴) حضرت مخدوم شاہ حبیب الدین احمد منیریؒ۔ آپ کا مزار مبارک مخدوم نگر سکڈہ ضلع بردوان میں ہے۔ اور آپ کے متصل پورب جانب حضرت مخدوم ذکی الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد منیری کا مزار ہے۔

(۵) آپ کی صاحبزادی کی شادی حضرت مخدوم مولانا میر شمس الدین مازندرانیؒ سے ہوئی۔ آپ مازندران کے رہنے والے اور اعلیٰ خاندان کے ایک فرد ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام تاج فقیہؒ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ آپ کے علم کا شہرہ بہت ہوا، دور دور سے تشنگان علم آپ کی خدمت میں آئے اور چشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی درجہ خاص رکھتے تھے، آپ کا اور آپ کی اہلیہ کا مزار مبارک بڑی درگاہ میں ہے۔

حضرت سلطان المخدومؒ خلیفۃ الحاکم بامر اللہ کے معاصر ہیں جو ۶۶۳ھ میں تھا۔ اور اس وقت ہندوستان میں سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش کا زمانہ تھا جنھوں نے ۶۴۴ھ میں ہندوستان میں جلوس کیا۔ سلاطین ہند کے اکثر حکمراں آپ کے مزار مبارک کی زیارت کو آیا کئے ہیں اور مختلف اوقات میں تحائف و نذورات آپ کے آستانۂ عالیہ پر پیش کرتے گئے جن کا پتہ اُن فرامین سے چلتا ہے جو خانقاہ کے کتب خانہ میں

محفوظ ہیں۔

سلطان ظہیر الدین شاہ بابر جناب نواب[1] صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی اپنی کتاب "تذکرۂ بابر" میں فرماتے ہیں کہ:۔

"اثنائے راہ میں لشکر کنارے کنارے گنگا کے کوچ کر رہا تھا اور بادشاہ خود دریا کا لطف اُٹھاتا کشتی میں آتا۔ ایک روز دور سے کچھ درخت نظر آئے۔ بادشاہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ منیر ہے۔ بادشاہ کو حضرت مخدوم شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا شوق ہوا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر منیر گیا اور فاتحہ پڑھ کر اِدھر اُدھر سیر کرتا ہوا اردوئے شاہی سے آملا۔ حساب کیا گیا تو تیس کوس گھوڑے پر اس روز سوار ہوا تھا۔"

[1] جناب نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن صاحب شیروانی بھیکن پور ضلع علیگڑھ کے مشہور و معروف رئیسوں میں ہیں اور ہندوستان کے مایۂ ناز اہل علم ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مسلم یونیورسٹی جیسی درسگاہ آپکی مرہون احسان ہے۔ آپکی ہستی تعارف کی محتاج نہیں۔ ۱۹۲۳ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں پٹنہ آئے تھے وہاں سے علامہ سید سلیمان ندوی کے ساتھ خانقاہ منیر شریف میں آئے۔ یہاں کے تبرکات کی زیارت کے بعد پھر پٹنہ تشریف لے گئے ۱۲

سلطان محمود تغلق سلطان محمود تغلق بھی زیارت کی غرض سے یہاں آئے ہیں اور ان کے حکم سے خزانہ شاہی سے خانقاہ کی عالی شان مسجد ۷۹۸ھ میں عماد خطیر یوزبیرؒ کے اہتمام سے دوبارہ تعمیر ہوئی۔

سلطان شاہ عالم بھی یہاں آئے ہیں۔ ان کی نذر کی ہوئی کئی یادگاریں اب تک محفوظ ہیں۔

تان سین حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری شطاریؒ کے مرید اور ہندوستان کے مشہور ماہر موسیقی تان سین آپ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے آئے اور مزار اقدس کے سامنے بیٹھ کر گانے لگے۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی گانے میں ہمارا ساتھ دیتے تو اچھا تھا۔ ملک العلماء حضرت مخدوم شاہ برہان فردوسی منیریؒ (شیر شاہ توری کے پیر و مرشد) بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ کو ان کے دل کا حال معلوم ہوا۔ اس وقت آپ حالت ذوق میں تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر گانے لگے۔ بلا فرق معلوم ہوتا تھا کہ دو تان سین گا رہے ہیں۔ تان سین بہت متعجب ہوئے اور اختتام کے بعد ملک العلماء سے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کس سے سیکھا ہے؟ فرمایا کہ میں فقیر زادہ ہوں گانا نہیں جانتا جو تم کہتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا[1]

تصانیف حضرت سلطان المخدومؒ کی تصانیف کا تذکرہ کسی کتاب میں نہیں ملا۔ صرف آپ کے ایک مکتوب کا ذکر ہے، مگر بدقسمتی سے وہ بھی نہیں ملتا۔

[1] وسیلۂ شرف ۱۲

مولوی حکیم سید احمد صاحب قصبہ زمانیہ کے رہنے والے اور حضرت شمس الدین رح مرید خاص حضرت مخدوم جہاں رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں، موصوف کے پاس ایک کتاب "معراج نامہ" میں نے دیکھی ہے۔ جو حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری رح کی طرف منسوب ہے۔ اور اسی زمانہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں معراج کے واقعات کو ہندی بھاشا زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ اس کی زبان وہی ہے جو عموماً ساتویں صدی کے بزرگوں کی تھی۔ لہٰذا بعید از قیاس نہیں کہ حضرت ہی کی تصنیف ہو۔

اس کے علاوہ جا بجا بیماریوں کے لئے نثر میں منتر اور نظم میں نسخے پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان میں ہندی بھاشا بہت ہے، مگر جہاں اردو ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں صدی بلکہ اس سے قبل صوبہ بہار میں اردو عام طور پر بولی جاتی تھی۔ چند امثال بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے آج تک زبان زد خاص و عام ہیں؛ مثلاً:— "بلا ڈ بڑی بوا کو کھیر میں نمک ہلائیں"— آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام رضیہ تھا، چونکہ آپ اپنی چار بہنوں میں سب سے بڑی تھیں اس لئے بڑی بوا کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ اتفاق سے آپ نے کھیر میں شکر کے بجائے نمک ملا دیا تھا، جب حضرت مخدوم رح کی خدمت میں یہ کھیر لائی گئی تو زبان نے نمکین ذائقہ لیا۔ اور کھیر زبان حال سے یہ شیریں جملہ بول اٹھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جملہ سرتاپا اردو کا خوبصورت جامہ پہنے ہوئے ہے، اور

آج سے سات سو برس قبل صوبہ بہار میں اس خوشنما عمارت کی بنیاد پڑ چکی تھی، اسی طرح

"بی بی جیا ایک کا اٹھارہ کیا"، یہ حضرت بی بی رضیہ سے چھوٹی بہن ہیں، آپ کا نام بی بی حبیبہ عرف بی بی جیا تھا۔ آپ کی شادی حضرت سید موسیٰ ہمدانی رح سے ہوئی تھی، آپ ہی کے صاحبزادے حضرت مخدوم سید احمد چرم پوش المتوفی ۲۶ صفر ہیں جن کا مزار مبارک محلہ امبیر بہار شریف میں ہے۔ جن کے متعلق زبان مبارک سے ایسا فصیح جملہ نکلکر مشہور ہو گیا۔ اسی طرح

سارا کاکو جل گیا بی بی کمال سوئی رہیں، چونکہ آپکے اہلیہ کی منجھلی بہن حضرت بی بی کمال سا؎ قصبہ کاکو ضلع گیا میں تھیں اور آتش زدگی سے ساری بستی خاکستر ہو گئی۔ جب حضرت مخدوم کو معلوم ہوا تو استعجاباً فرمایا— اسی طرح

سا؎ حضرت بی بی کمال کی شادی مخدوم شاہ سلیمان لنگر زمین ابن حضرت مخدوم شاہ عبدالعزیز منیری ابن حضرت امام محمد تاج فقیہ رح سے ہوئی۔ آپ کے ایک لڑکے مخدوم شاہ عطاء اللہ اور ایک صاحبزادی بی بی کمال ہوئیں۔ آپکے صاحبزادے مخدوم شاہ جبین دھوکر   ہیسو ضلع دیناج پور بنگال میں آسودہ ہیں۔ نور محمدی صفحہ ۴۰ مصنفہ شاہ محمد نور صاحب مرحوم بہاری مطبوعہ دار المصنفین اعظم گڈھ ۱۲

"بعض میں جنگی چھوڑ جمالو الگ رہیں"[1] یہ بھی حضرت بی بی کمال کی چھوٹی بہن ہیں جن کے متعلق زبان دُرّ بار سے یہ جملہ نکلا اور ملک میں مشہور ہوگیا۔

ان جملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان کا چشمہ آپکے زمانہ میں صوبہ بہار میں جاری ہو چکا تھا، اور آپ کی ذات گرامی اس صوبہ میں چونکہ ممتاز ہے اس لئے اِس صوبہ کے اردو کی بسم اللہ آپ ہی سے ہوئی۔

آپ کی شمع ہدایت سے بے شمار لوگوں نے راہ ہدایت پائی، آپ نے اپنی تمام عمر شریف یاد الٰہی اور خدمت خلق میں گذاری، دُنیا طلبی اور جاہ وحشمت سے ہمیشہ کنارہ فرمایا، یہی سبب ہوا کہ سلطنت منیر کو ایک مجاہد کے سپرد کرکے خود گوشۂ عزلت اختیار کیا۔ بحمداللہ آج بھی سادگی اس خاندان کے افراد کے لئے موجب امتیاز ہے۔ آپ کا نسب صوبہ کے صدہا جگہوں میں پہنچا، صوبہ بہار میں اسلام نے آپ کے در سے آپ کے گھر سے فروغ پایا، صوبہ بہار کے سادات کے جتنے

---

[1] بی بی جمال کی شادی مخدوم حمیدالدین بن آدم صوفی ساکن جھتلی پٹنہ سے ہوئی۔ آپ کا مزار جھتلی میں پکی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے ایک لڑکے مخدوم یتیم اللہ سفید بار ہوئے۔ آپ کا مزار مقام ہیجو بن مخدوم جہاںؒ کی درگاہ سے دکھن ہے ۱۲ نور محمدی صفحہ ۴۰

قدیم خانوادے ہیں، سب کا ماخذ نسبی یا معنوی اسی منبع روحانی پر ختم ہوتا ہے۔

وصال شریف آپ کا وصال ایک سو سترہ ۱۱۷ سال کی عمر میں روز پنجشنبہ ۱۱ شعبان المعظم وقت ظہر ۶۹۰ھ میں خانقاہ منیر شریف میں ہوا۔ مخدوم (۶۹۰) مادہ تاریخ وصال ہے۔ آپ کا مزار پر انوار منیر شریف میں مرجع انام اور ہم بیکسوں کے لئے جائے پناہ ہے۔ آپ کا عرس شریف ۱۰، ۱۱، ۱۲ شعبان کو آپ کی خانقاہ عالم پناہ میں ہر سال بہت اہتمام سے ہوتا ہے۔

قطعات تاریخ

خسروِ ملکِ ولایت تاجدارِ عارفاں
منبع سرِ طریقت فیض بخش اندر جہاں
وارثِ علمِ نبی و قبلۂ اربابِ علم
سُنّتِ الفقر فخری از وجودش شد عیاں
گفت سالِ رحلتش از دل مراد
شاہ یحییٰ قطبِ اقطابِ زماں

۶۵۶
۳۴
۶۹۰

دیگر

زہے قطبے کہ از نورِ ولایت
منور از زمیں تا آسماں شد
بگفت ہاتف مرا دایں سالِ رحلت
کہ یحییٰ مشعلِ راہِ ہدایت

۶۹۰

شجرۂ نسب

حضرت قطب الاقطاب سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحییٰ سہروردی منیری
حضرت قطب الاقطاب مخدوم شاہ اسرائیل منیری
حضرت حجت الاسلام مخدوم امام محمد تاج فقیہ ہاشمی قدس خلیلی
مولانا ابوبکر
ابوالقاسم
ابوالعائم
ابوبکر
ابواللیث
ابو سرمہ
ابو دیس
ابو مسعود
ابو ذر
زبیر
عبدالمطلب
ہاشم
عبد مناف

شجرۂ بیعت

سن ولادت		سن وصال	مدفن
۵۷۲ھ	حضرت سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحیٰی منیری سہروردی رح	۱۱ شعبان ۶۹۰ھ	[illegible]
	حضرت شیخ الشیوخ ابو حفص شہاب الدین عمر سہروردی رح	[illegible]	[illegible]
	حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی رح	۱۷ جمادی الثانی ۵۶۳ھ	[illegible]
	حضرت قاضی وجیہ الدین ابو حفص سہروردی رح	۲۴ شعبان [illegible]	[illegible]
	حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد بن المعروف عبداللہ المعروف بعمویہ رح	۶۰۲ھ	
	حضرت شیخ الاسلام خواجہ احمد سیاہ دینوری سہروردی رح	۲۷ محرم ۳۶۷ھ	[illegible]
	حضرت شیخ الاسلام خواجہ ممشاد علو دینوری سہروردی رح	۱۴ محرم ۲۹۹ھ	دینور
	حضرت شیخ الاسلام سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی رح	۲۷ رجب ۲۹۷ھ	بغداد
	حضرت تاج المشائخ سیدنا شیخ سری سقطی رح	۳ رمضان ۲۰۵ھ	〃
	حضرت شیخ الاسلام ابو محفوظ خواجہ اسد الدین معروف کرخی رح	۲ محرم ۲۰۰ھ	〃
	حضرت شیخ الاسلام شیخ ابو سلیمان داؤد بن نصر طائی رح	۲۸ ربیع الاول ۱۶۵ھ	〃
	حضرت ملک المشائخ سیدنا خواجہ حبیب عجمی رح	۹ رمضان ۱۵۶ھ	بصرہ
	حضرت شیخ الاسلام سیدنا خواجہ حسن بصری رض	۵ رجب ۱۱۰ھ	〃
۱۳ رجب	حضرت امام المشارق و المغارب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	۱۹ رمضان	
عام الفیل	حضرت سرور کائنات مفخر موجودات سید الکونین سلطان دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	مدینہ طیبہ
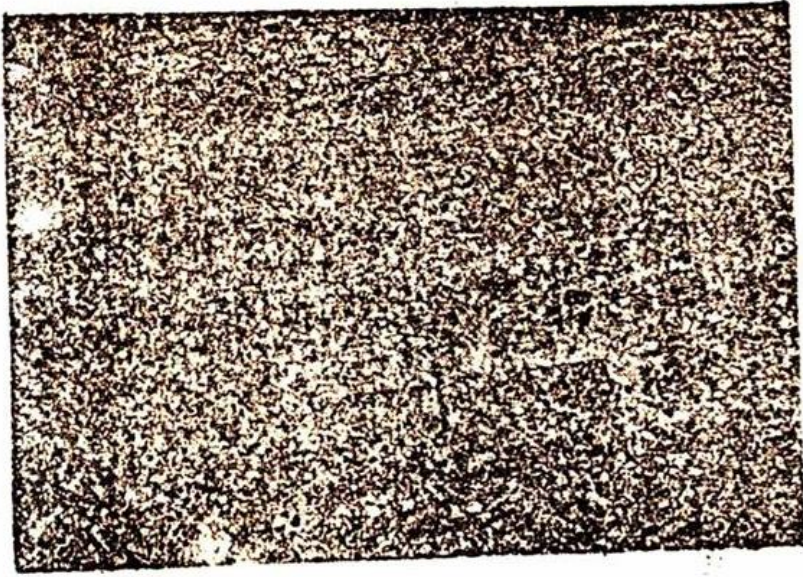
مزار مبارک حضرت سلطان المخدوم شاہ یحیٰی منیری قدس سرہٗ

بڑی درگاہ

یہ وہی مقام ہے جہاں صوبہ کے نیر اعظم بزرگ حضرت سلطان المخدوم

سیدنا شاہ یحییٰ منیری قدس سرہٗ کا مزار مبارک ہے۔

منیر شریف کے اور مقدس مقامات میں خصوصیت سے متبرک ہے۔ یہ تالاب سے متصل مرتفع ٹیلہ پر جانب مشرق واقع ہے۔ اس روضہ کا احاطہ وسیع ہے اور دیواروں کی حدبندی کی ہوئی ہے۔

اس میں دو بڑے دروازے ایک جانب مغرب ایک جانب شمال ہے۔ پچھم سمت ایک مسجد ہے جو پہلے تین عالیشان گنبدوں کی بنی ہوئی تھی۔ چند سال ہوئے موجودہ صاحب سجادہ کے اہتمام سے نئے طریقہ سے تعمیر ہوئی ہے۔ جس کے بیچ کا دروازہ اپنی اصلی حالت پر ہے۔ اس کے آگے ایک صحن ہے۔ اُتر جانب ایک سنگی دالان اور حجرہ ہے۔ صحن سے متصل حضرت مخدومؒ کے وضو کرنے کا چبوترہ ہے۔

بیچ احاطہ میں ایک چبوترہ پر حضرت ولی اعظم سلطان المخدوم حضرت شاہ یحییٰ منیری قدس سرہٗ کا مزار اقدس ہے۔ آپ کے قریب آپ کی والدہ ماجدہ اور والد محترم اور عم مکرم رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات ہیں۔

ایک چھوٹے احاطہ میں ملک کے ممتاز بندگی حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہم کی اہلیہ محترمہ اور دو صاحبزادیاں حضرت بی بی فاطمہؒ اور بی بی زہرہؒ مدفون ہیں۔ حضرت مخدومؒ کے زیر پائیں آپ کے بڑے صاحبزادے

حضرت مخدوم سیدنا شاہ جلیل الدین احمد منیری فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد مبارک ہے۔ آپ کے دوسرے جانب حضرت شاہ ہدایت اللہ منیری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اہلیہ اور آپ سے متصل حضرت مولانا شمس الدین مازندرانیؒ خویش حضرت سلطان المخدومؒ آسودہ ہیں۔ مسجد کے صحن سے متصل حضرت مخدوم سیدنا شاہ اشرف فردوسی منیریؒ یعنی جد امجد حضرت مخدوم شاہ دیوان دولت منیریؒ اور آپ کی جدہ مکرمہ کا مزار اقدس ہے۔ حضرت شاہ ہدایت اللہ منیری کے پائیں میں کچھ دور پر حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالملک منیریؒ اور آپ کی اہلیہ مکرمہ آسودہ ہیں۔

مغربی دروازہ کے قریب تاج الدین کھانڈ گاہ کا مزار ہے۔ یہ سلطان محمود غزنوی کے خاندان کے ایک رکن ہیں۔

حضرت مخدوم کے خاندان کے بیشتر افراد اسی احاطہ میں مدفون ہیں۔ شمالی پھاٹک کے باہر ایک کھلی ہوئی مسجد ہے۔ جس کو شاہان دہلی کے کسی بادشاہ کے دو خواجہ سراؤں نے تعمیر کرائی تھی۔ اور حسب وصیت یہیں سپرد خاک بھی کئے گئے۔ مسجد سے متصل اسی زمانہ کے دو کمرے ہیں۔

اس سے کچھ دور ایک سنگی مجسمہ ہے جو عرف عام میں سنگ سادھو بابا کے نام سے موسوم ہے۔ یہ قدیم زمانہ کی یادگار ہے۔ اس احاطہ کے ارد گرد صدہا پختہ مزارات اولیائے کرام اور شاہزادگان غیرہ کے ہیں۔

اور جا بجا تسانی مسجدیں بھی ہیں۔ بڑی درگاہ کے احاطہ، سائبان اور مسجد کو دوسری بار ابراہیم خاں کانکر صوبہ دار گجرات نے سنہ ۱۰۱۴ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ مسجد کا کتبہ کیا خوب ہے ؎
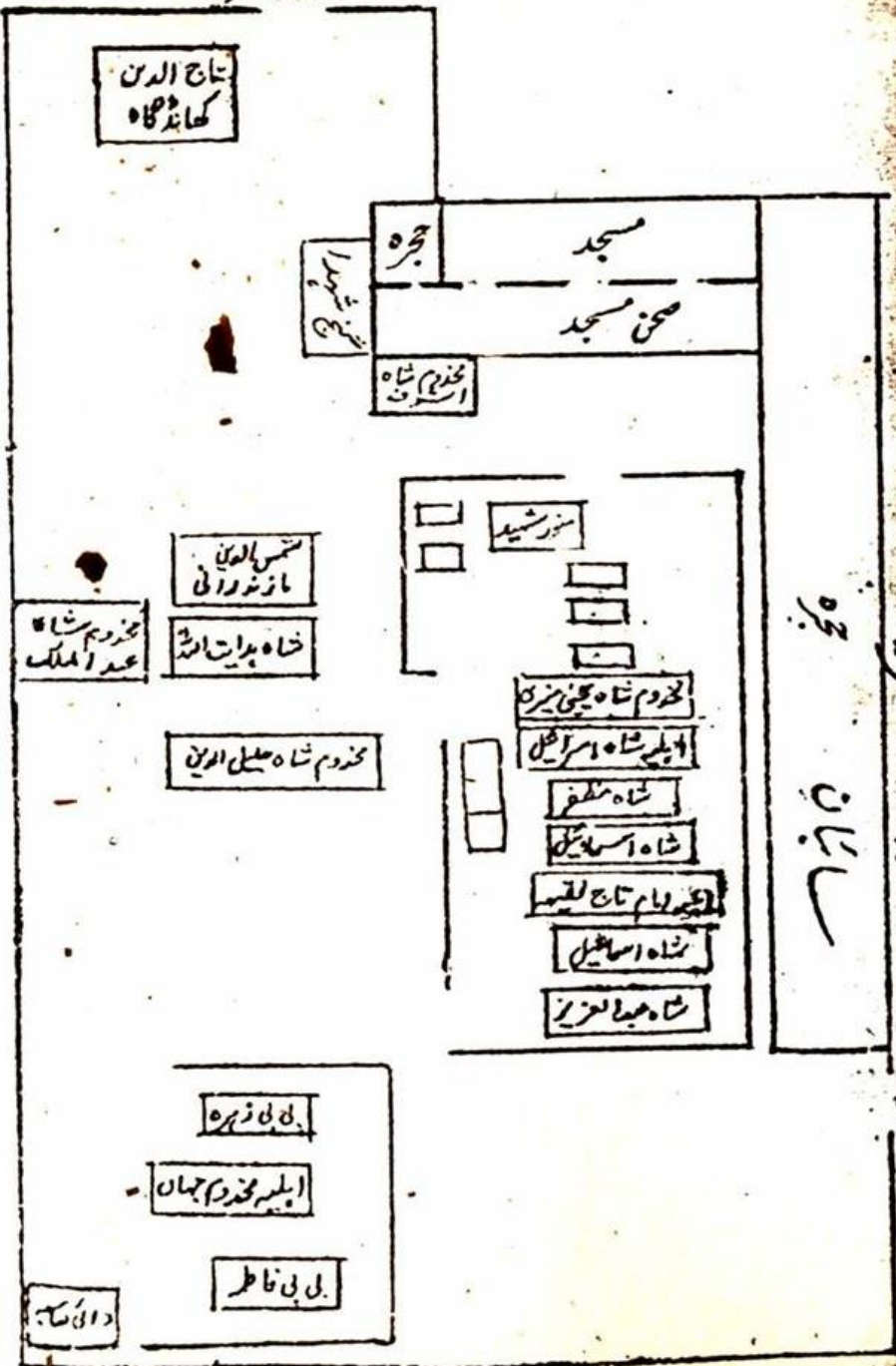
اے خوش آنکس کاندریں دارِ فنا — تخم احساں کاشت مزرعِ کشتِ بقا

نیمہ کو کردہ بنائے مسجدے — بر طریق کعبۂ بیت الہدیٰ

ہم چنیں بر مرقدِ سلطانِ دیں — شیخ یحییٰ آنکہ گروہ اولیا

ساخت ابراہیم خاں کانکر ز دل — مسجدِ عالی بنا بہرِ خدا

بندۂ عاصی چو در تاریخ آں — جستجو بنمود منیر و دست و پا

ناگہاں در گوشِ ہوشِ او سروش — بہر ایں دار الامان دو سرا

گفت ایں مصراع از الہام غیب — کرد ابراہیم بیت اللہ بنا

۱۰۱۴ھ

قطعہ تاریخ کے ناظم حضرت امان اللہ المتخلص بہ عاصی مرحوم ہیں جو لکھنؤ کے قریب قصبہ سندیلہ کے رہنے والے اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ مسجد کی سہ بارہ تعمیر حضرت سید شاہ محمد عنایت اللہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ منیر شریف کے اہتمام سے ہوئی ہے۔ درگاہ کے مغربی دروازہ سے تالاب تک جانے کے لئے بہت کشادہ زینے بنے ہوئے ہیں۔

حضرت قطب الاقطاب مخدوم سیدنا
شاہ دیوان دولت منیری فردوسی قدس سرہٗ

نسب نامہ حضرت مخدوم ابایزید المعروف دیوان شاہ دولت منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ عبدالملک منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ اشرف منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ محمود منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ سلطان منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ حسام الدین جہاںؒ ابن حضرت مخدوم شاہ اشرف منیریؒ ابن حضرت مخدوم قطب الاقطاب شاہ خلیل الدین احمد منیریؒ ابن حضرت حجۃ الاسلام سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری قدس اللہ سرہٗ الخ

ولادت آپ ۸۹۸ھ میں اپنے آبائی مکان میں بمقام منیر شریف تولد ہوئے۔

تحصیل علم آپ کی ابتدائی تعلیم گھر ہی میں شروع ہوئی اور اپنے بزرگوں ہی سے اس کی تکمیل بھی ہوئی۔

آپ صغیر سن ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد نے اِس سرائے فانی سے رحلت فرمائی۔ اس وقت حضرت سلطان المخدومؒ کے

سجادہ آپ کے ماموں زاد بھائی حضرت مخدوم شاہ قطب موحّد منیریؒ تھے۔ حضرت موحّد کو اولاد نہ تھی اِس لئے اس دُرِّ یتیم کو بہت چاہنے لگے۔ حضرت مخدوم شروع ہی سے زہد و ورع کی طرف مائل تھے۔ اِس لئے بہت جلد ترقی کے منازل طے کر لئے۔ ساتھ ساتھ خانقاہ کے واردین کی خدمت بھی آپ کے ذمہ تھی۔ اس سے جو وقت ملتا یادِ الٰہی میں صرف ہوتا۔ ایک عرصہ تک یہی معمول رہا۔

آپ کی اس ترقی کو دیکھ کر آپ کے کچھ لوگ طعنہ زن ہوئے کہ یہاں کی نعمت و دولت انہی کے حصہ کی ہے۔ آپ کے طبع نازک پر یہ بات گراں گذری۔ وطن سے طلب پیر میں سفر اختیار کیا۔ اثنائے راہ میں پشت کی جانب سے ایک ہاتھ آپ کی پشت مبارک پر پڑا، اور آواز آئی "کہاں جاتے ہو"؟ مڑ کر دیکھا تو حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری ہیں' فرمایا کہ جاؤ قطب موحّد سے مرید ہو' آپ نے فرمایا مجھے ان سے عقیدت نہیں ہے' ہماری بیعت حضور لے لیں۔ حضرت مخدوم جہاںؒ نے آپ کی روحانی بیعت لے لی' اور فرمایا کہ ظاہری بیعت حضرت موحّد سے کر لو

بیعت سجادگی آپ حضرت موحّد کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ یہاں حضرت موحد بھی خانقاہ سے باہر آکر آپ کے لئے چشم براہ تھے فرمایا "آؤ میری دولت" اس دن سے آپ کا لقب دولت ہوگیا۔

لہ گل بہشتی صفحہ ۱۳۳ مصنفہ حضرت شاہ امین احمد صاحبؒ بہار شریف

اور اسی لقب سے مشہور عالم ہوئے۔ حضرت موحدؒ نے آپ کی بیعت لی اور اپنے سجادہ ارشاد پر بٹھلا دیا۔ اور خاندان کی نعمت و دولت صاحب دولت کے سپرد کر دی۔

حضرت مخدومؒ کو اپنے خاندان کے علاوہ اور بزرگوں سے بھی متفرق سلسلہ کی اجازت تھی، جن میں حضرات میران سید ناصر فردوسیؒ حضرت شیخ محمد بڑے طیب زنجانی حضرت مخدوم شیخ جمال الدین حافظ متھن جلال ناصحی سارنی قدس اللہ اسرارہم ہیں۔

حضرت شاہ پیر محمد[1] لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ایک رسالہ جس میں

---

[1] حضرت پیر محمد لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ اصل آپکا جونپور رہے، زمانہ طالبعلمی میں جذب شوق الٰہی ہوا۔ حضرت عبد اللہ سیاح لکھنؤ تشریف لائے ہوئے تھے، ان سے شرف بیعت حاصل کیا۔ شیخ نے لکھنؤ میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ آپنے دریائے گومتی کے کنارے اقامت اختیار کی جو کچھ فتوح ہوتے راہ خدا میں صرف کرتے۔ ذوق سماع بے حد تھا۔ تصوف میں آپ کی تصانیف بہت ہیں، آپ کا مزار مبارک دریائے گومتی کے کنارے مرتفع ٹیلہ پر ایک مقبرہ کے اندر واقع ہے۔ (مراۃ الکونین)

مزار مبارک پر مجھے چند مہینہ قیام کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ فیوضات کا دریا آج بھی موجیں مار رہا ہے۔ آپ کا وصال ۱۲ ار جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۲ھ میں ہوا۔ آپکے مقبرہ کے احاطہ میں زمانہ شاہجہانی کی ایک عالیشان مسجد بلندی پر ہے مشہور ہے کہ شاہ بابر نے بنائی ہے واللہ اعلم۔ یہ مقام ٹیلہ شاہ پیر محمد صاحب کے نام سے بہت مشہور ہے ۱۲

راہ تصوف کی چند باتیں اور نصیحت لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال فرمایا تھا۔

شادی آپ کی شادی حضرت حاجی شاہ فرید کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کی سات اولادیں عالم وجود میں آئیں۔ تین صاحبزادے (۱) حضرت مخدوم شاہ فرید الدین احمد عرف شاہ ماہرو منیریؒ (۲) حضرت شاہ محمد علیؒ (۳) حضرت شاہ منور شہیدؒ اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔

سجادہ مخدوم پر بیٹھنے کے بعد آپ کی ریاضت و مجاہدہ، کشف و کرامت اور بزرگی کا شہرہ دور دور تک ہونے لگا۔ آپ کی بارگاہ میں جو بھی آتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا اور فیضان صحبت سے مالا مال ہو جاتا۔ بڑے بڑے سلاطین اور امراء آپ کی خدمت میں آئے اور ہمیشہ کے لئے رہ گئے۔

حضرت سیدنا ابو العلاؒ[1] ہندستان کے صاحب سلسلہ اور شہرہ آفاق بزرگ حضرت سیدنا امیر ابو العلاء اکبرآبادیؒ آپکی بزرگی کا شہرہ سن کر آپ کی خدمت اقدس میں آئے، شرف ملاقات حاصل

---

[1] اصل آپکا وطن سمرقند ہے۔ آپکے جد امجد اکبر بادشاہ کے عہد میں ہندستان آئے پھر حج کو گئے اور وہیں وفات پائی۔ آپکے والد نے فتح پور سیکری میں رحلت کی۔ اپنے چچا حضرت امیر عبد اللہؒ سے جو آپکے خسر بھی تھے بیعت حاصل کی۔ آپکا رشد خوب ہوا ہندستان میں سلسلہ ابو العلائیہ آپ سے جاری ہوا۔ نویں صفر سنہ ۱۰۶۱ ہجری آپ نے وصال ہوا۔ آپکا مزار پر انوار اکبرآباد میں مرجع خلائق ہے۔

کیا۔ اور پہلا فیض آپ ہی سے لیا جس کی جلوہ گری نے ابوالعلائیت کا شہرہ بلند کردیا[1]

جناب شاہ محمد قاسم[2] صاحب ابوالعلائی داناپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "نجات قاسم" میں حضرت سیدنا ابوالعلا اکبرآبادی رحمتہ اللہ علیہ کے منیر شریف تشریف لانے کا ذکر اس طور پر فرماتے ہیں کہ :-

"جب قصبہ منیر میں آپ کا لشکر پہنچا تو بعضے نے کہا کہ اس قصبہ میں ایک بزرگ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رح اولاد امجاد سے حضرت مخدوم شاہ یحیٰی منیری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے عارف کامل شیخ وقت ہیں، کہ ایک عالم ان کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوتا ہے، تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کو یہ سن کر حضرت مخدوم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ چنانچہ آپ ان کی خانقاہ میں گئے۔ حضرت مخدوم رحمتہ اللہ نے جیسا ہی آپ کو دیکھا باوجودیکہ آپ کے اسم مبارک سے واقف نہ تھے متبسم ہوکر

---

[1] گل بہشتی صفحہ ۹ مصنفہ حضرت شاہ امین احمد صاحب فردوسی بہاری رح وتذکرۃ الکرام صفحہ ۶۵
[2] جناب شاہ محمد قاسم رح ابن شاہ تراب الحق دانشمند مودودی رح آپ کو بیعت وارشاد حضرت خواجہ شاہ ابوالبرکات رح نیز تعلیم وارشاد وخلافت حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ سے ہوا۔ ۱۸ شوال ۱۲۸۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپکا مزار آپکے حسب وصیت منیر شریف میں حضرت مخدوم شاہ یحیٰی منیری کی درگاہ شریف میں ہے ۱۲

فرمایا کہ "آؤ شاہ اعلیٰ" اور بعد معانقہ کے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور آپ کے اصرار سے حضرت سیدنا ابوالعلاؒ نے کئی دن منیر میں قیام کیا۔ آپ دونوں وقت حضرت مخدوم کے ساتھ خاصہ نوش فرماتے تھے، حضرت مخدوم صاحب رح اپنے دست مبارک سے لقمہ آپ کے دہن میں دیتے تھے۔ حضرت سیدنا فرماتے ہیں کہ جتنے لقمے مخدوم رح کے ہاتھ سے میری حلق میں پہنچتے تھے وہ سب نعمت باطنی کے لقمے تھے اور گو کتنا ہی کھانا مخدوم صاحب کے ہاتھ سے کھاجاتا تھا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تک کچھ نہیں کھایا ہے، خواہش مخدوم کی یہ پائی جاتی تھی کہ میں انہیں کی خدمت میں رہ جاؤں اور میرا بھی ایسا ارادہ ہوا تھا، لیکن تقدیر نے اور طرف رہبری کی اور آپ سے رخصت ہوکر اکبرآباد کو روانہ ہوا۔"

(نجات قاسم صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲)

دیوان شاہ ارزان | پٹنہ کے مشہور بزرگ حضرت دیوان شاہ ارزاں قادری عظیم آبادی رح حضرت مخدوم رح کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مخدوم نے فرمایا "ہمارے یہاں دولت ہے ارزاں کی ضرورت نہیں، تم پٹنہ میں قیام کرو۔ انہوں نے کہا وہاں کے لوگ رہنے نہیں دیتے۔ مجھے اپنی خدمت میں رہنے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں جاؤ

کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ چنانچہ وہ پٹنہ میں قیام پذیر ہو گئے۔

ہندوستان کے اکثر ملازمان بادشاہ حضرت ہی کے مرید تھے اور مرض الموت یا زندگی میں بہ امید نجات یہاں آئے اور یہیں سپرد خاک بھی ہوئے۔ دونوں درگاہ شریف کے چہار طرف پختہ مزارات، مقبرے قبروں کے متصل شاہی مسجدیں ابھی تک قائم ہیں۔ آپ اپنے وقت میں قطب یگانہ رہے، دور دراز سے لوگ آتے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ آج بھی آپ کا فیضان عام ہے اور آپ کی چوکھٹ بیماروں کے لئے دارالشفا ہے۔

عبدالرحیم خانخاناں | اکبر بادشاہ کے درباری عبدالرحیم خانخاناں حضرت ہی سے مرید تھے۔ مرید ہونے کے بعد جب دہلی جانے لگے تو حضرت نے خادم سے فرمایا کچھ ماحضر ہو تو لاؤ۔ دال اور خشکہ شبینہ موجود تھا لایا گیا۔ خانخاناں اس کو کھا کر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا کہ ہر روز کے اولش کا امیدوار ہوں۔ حضرت نے فرمایا فقیر کو دریغ نہیں، مگر دہلی کیسے پہنچ سکتا ہے۔ عرض کیا حضور سے عنایت ہو تو ہم نظم کر لیں گے۔ حضرت نے اجازت دی۔ اس کے بعد عبدالرحیم خانخاناں نے منیر سے دہلی تک اونٹ اور گھوڑوں کی ڈاک لگائی۔ اس طرح دونوں وقت کا اولش حضرت کی حیات تک ان کے دسترخوان تک پہنچتا رہا۔[1]

---

[1] ذریعہ دولت ۱۲

حضرت کے زمانہ میں ایک جوگی آیا اور ایک پارس جس سے سونا بنتا ہے آپ کی نذر کیا۔ آپ نے اس کو تالاب میں پھینک دیا۔ جوگی برافروختہ ہو کر کہنے لگا میری ساری عمر کی کمائی کو ناقدری سے ضائع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تالاب میں جا کر نکال لے، مگر اپنا ہی پتھر لینا دوسرا نہ چھونا۔ اس نے غوطہ لگایا تو بہت سے سنگ پارس دیکھے، اپنا لے لیا۔[1]

مرشد آباد کے حاکم جو حضرت ہی کے مرید تھے، انہوں نے ایک عرضداشت لکھی کہ سوا لاکھ روپئے نذر کے رکھے ہوئے ہیں، حضور کسی خادم کو بھیج دیں تاکہ وہ لے جائیں۔ حضرت نے اپنے خادم ملا اشرف کو بھیج دیا۔ وہ وہاں سے گاڑیوں پر روپئے اور بہت سے تحائف لے کر روانہ ہوئے، کچھ چیزیں ان کو بھی ملی تھیں۔ راستہ میں پہلے اپنا سامان فقیروں کو تقسیم کر دیا اس کے بعد پیر کے سامان میں ہاتھ لگایا۔ جب منیر پہنچے تو ایک جانماز کے سوا کچھ نہ تھا، وہ مصلیٰ حضور میں پیش کیا اور کیفیت بیان کی۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا امتحان تھا، اگر تم ایک پشینر بھی لاتے تو میں خدمت سے الگ کر دیتا۔[2] وہ مصلیٰ اب تک موجود ہے۔

---

[1] ذریعہ دولت ۱۲

[2] گل بہشتی مصنفہ حضرت شاہ امین احمد صاحب فردوسی بہاری صفحہ ۴۳۔

مرقع مخدوم | بمبئی کے مشہور ہفتہ وار انگریزی اخبار "السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا"، مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں کارل کھانڈ والا صاحب نے ایک انگریز اے چسٹر بیٹی آف لنڈن کے مجموعہ مرقعجات میں سے ایک مرقع پر فنی تبصرہ کیا ہے۔ تبصرہ کے لیے جس مرقع کا انتخاب کیا ہے وہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری کا ہے۔ چسٹر بیٹی کے مرقعجات میں سلاطین مغلیہ کی چھوٹی چھوٹی تصویریں ہیں۔ اور حضرت مخدوم کا مرقع فہرست مذکور کی جلد اول کا سرنامہ ہے۔ یہ مرقع جہانگیر و شاہجہاں کے مملوکہ مجموعہ کا ایک مرقع ہے، جسمیں انیس ۱۹ مرقعے ہیں، یہ مرقع ایک وقت میں لارڈ منٹو جو ہندوستان کے نائب السلطنت تھے، ان کی ملک رہ چکا ہے۔ بعدہٗ ۱۹۲۵ء میں لندن کے ایک مشہور نیلام کرنے والے کارخانے میں فروخت ہوگیا، کارل کھانڈ والا صاحب لکھتے ہیں کہ مخدوم شاہ دولت صاحب مشہور و معروف بزرگ ہیں اور شہنشاہ جہانگیر و شاہجہاں نے آپ سے شرف ملاقات بھی حاصل کیا ہے۔

آپ نے شاہ اورنگ زیب عالمگیر کو شاہجہاں کے بعد بادشاہ ہونے کی بشارت بھی دی تھی، یہ بشارت بالآخر بھائیوں سے جنگ کے بعد پوری ہوگئی۔

عہد جہانگیری کا مشہور مرقع نگار جس نے حضرت مخدوم کا مرقع

بنایا ہے۔ اس کا نام بچتر تھا اور وابستگان شاہی میں سے تھا۔ اس نے مرقع میں ظاہر کیا ہے کہ آپ کے دست مبارک میں کرۂ ارض کے مثل ایک مدور شئے ہے جس میں حسب ذیل تحریر ہے:—

"کلید فتح دو عالم بدست تست مسلم"

کارل کھانڈ والا صاحب کا خیال ہے کہ یہ مرقع عہد مغلیہ کے مرقع نگاروں کا بہترین شاہکار ہے، اور بے تامل کہا جا سکتا ہے کہ باعتبار اپنے جزئیات فن و تشخص کے بے نظیر ہے۔ اور عہد جہانگیری کے بشن داس جیسے صناع جس کا ذکر خود جہانگیر نے اپنے توزک میں کیا ہے "تشبیہ کشی میں بے مثل تھا" اس پایہ کا کوئی مرقع تیار نہ کر سکا۔ کارل کھانڈ والا صاحب کہتے ہیں کہ وہ مدور شئے جو حضرت مخدوم کے ہاتھ میں ہے غالباً اس کا مقصود اس عقیدت مندی کو ظاہر کرنا ہے جو خاندان شاہی کے مختلف افراد کو آپ سے تھی، جن کے آپ محترم پیر تھے اور جن پر آپ کی نظر شفقت رہا کرتی تھی۔"

حضرت مخدوم کی کوئی تصنیف نہیں ہے اور نہ کوئی مکتوب ہے آپ نے حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و مکتوبات سے استفادہ کیا، آپ حضرت مخدوم جہاں میں محو تھے۔ باطنی تعلیم بھی آپ ہی سے ہوئی اور سلسلہ روحانیہ بھی جاری ہوا۔ آپ کے خرمن کمال سے ہزارہا بندگان خدا نے

خوشہ چینی کی، اور اس شمع ہدایت سے سعادت کی راہ پائی۔

وصال ایک سو پچیس ۱۲۵ سال اس سرائے فانی میں گذار کر ۴ ذی قعدہ ۱۰۱۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک منیر شریف میں مرجع خلائق ہے اور آپ کا مقبرہ چھوٹی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۴ ذی قعدہ کو آستانہ مخدوم پر ہوتا ہے۔

قطعہ تاریخ

قطب اقطاب زماں قدوۂ دیں آنکہ از مہر و مہ انور بودہ
شاہ دولت کہ سوئے عالم قدس چوں زگیتی بہ سفر در بودہ
سال ہجرش زخرد عاصی یافت وارث حال پیمبر بودہ

۱۰۱۷ھ

مولد	شجرۂ نسب	مدفن
منیر شریف	حضرت قدوۃ السالکین مخدوم دیوان شاہ دولت فردوسی منیری رح	منیر شریف
"	حضرت مخدوم شاہ عبدالملک فردوسی منیری رح	"
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ اشرف فردوسی منیری رح	"
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ محمود فردوسی منیری رح	"
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ سلطان فردوسی منیری رح	"
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ حسام الدین جہانگیر منیری رح	"
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ اشرف فردوسی منیری رح	"
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ خلیل الدین احمد فردوسی منیری رح	بہار شریف
قدس خلیل	حضرت سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحییٰ سہروردی منیری رح	منیر شریف
"	حضرت مخدوم سیدنا شاہ محمد اسرائیل ہاشمی منیری رح	"
"	حضرت حجۃ الاسلام مخدوم سیدنا امام محمد تاج فقیہ ہاشمی رح	قدس خلیل

شجرۂ بیعت

	حضرت قطب الاقطاب مخدوم ابایزید المعروف شاہ دیوان دولت منیری رح	۱۲؍ ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۷ھ	منیر شریف
	حضرت راس الموحدین مخدوم شاہ قطب موحد فردوسی منیری رح		"
	حضرت ملک العلماء مخدوم شاہ رکن بن رکن الدین فردوسی الجیری رح	۹۴۷	"
	حضرت مخدوم سیدنا شیخ درویش بلخی فردوسی منیری رح		منیر شریف
	حضرت مخدوم سیدنا شاہ محمد ابراہیم المعروف سلطان فردوسی رح	۱۹؍ رمضان سنہ ۹۱۲ھ	بہار شریف
۱۷؍ رمضان سنہ ۸۲۶ھ	حضرت مخدوم شیخ الاسلام احمد بلخی فردوسی رح	۱۹؍ رمضان سنہ ۸۹۱ھ	"
	حضرت مخدوم شیخ الاسلام شیخ حسن معز شمس بلخی رح	۱۲؍ شعبان سنہ ۸۵۳ھ	بہار شریف
مظفر آباد	حضرت ملک المشائخ مخدوم شیخ حسین نوشۂ توحید بلخی رح	۲۳؍ ذی الحجہ سنہ ۸۴۴ھ	"
	حضرت مخدوم برہان الدین امام مظفر شمس بلخی رح	۳؍ رمضان سنہ ۷۸۶ھ	عدن
	حضرت سلطان المحققین قدوۃ العارفین شرف العالمین مخدوم جہاں مخدوم الملک شاہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رح		
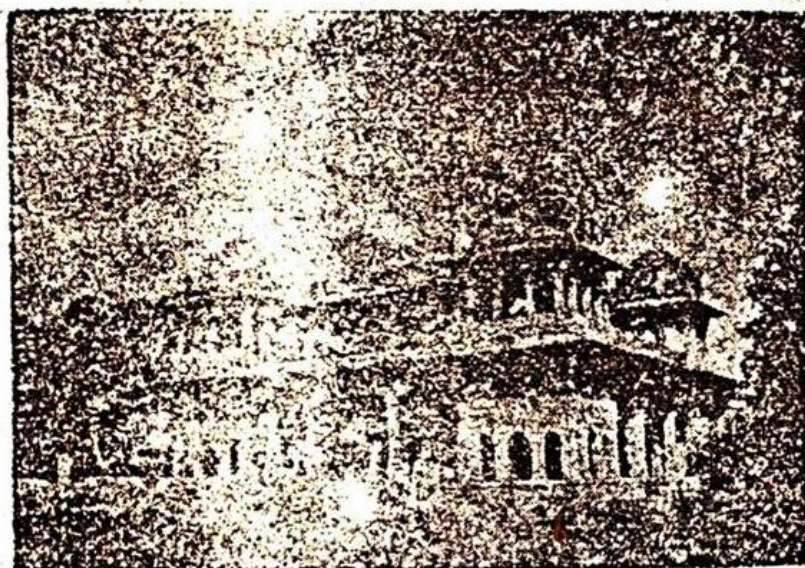
روضۂ مبارک حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ

چھوٹی درگاہ

یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری

رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کے ممتاز بزرگ حضرت قطب الاقطاب مخدوم ابایزید الملقب بہ شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ یہ مقبرہ آپ کے مرید ابراہیم خاں کانکر صوبہ دار گجرات نے تعمیر کرایا ہے۔

تعمیر روضہ کا جب خیال ہوا تو حضرت سے آپ کی زندگی ہی میں اس کی اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے بزرگوں نے آسمان کا سایہ اختیار کیا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا مجھے تعمیر کی اجازت نہ دی جائے تاکہ میں بھی مرنے کے بعد اس میں دفن کیا جاؤں۔ اس طور پر اس عالیشان عمارت کی بنیاد پڑ گئی۔ ابراہیم خاں کانکر بہت غریب تھے، آنحضرت کی سفارش سے عبدالرحیم خانخاناں نے ان کو گجرات میں جگہ دی، ابراہیم خاں کانکر اپنی دلاوری اور حسن خدمت سے معزز ہو کر شاہی ملازمت تک بلند ہوئے اور تزک جہانگیری کی تحریر کے مطابق عہد جہانگیری میں دلاور خاں کے خطاب سے سرفراز کیے گئے اور تمام عمر کاٹھیاوار اور گجرات میں خدمت جلیلہ انجام دیتے رہے۔ گجرات ہی میں انہوں نے روضہ اور تالاب کا خاکہ تیار کیا، اور تنگر قلی خاں بدخشانی ماہر تعمیرات کو اس کا نقشہ اور لوازمہ ٹھیک کرنے پر معمور کیا، یہ عالیشان مقبرہ سرتاپا سنگ چنار کا بنا ہوا ہے۔ صوبہ کی اور عمارتوں میں یہ عالیشان اور بہت خوبصورت عمارت ہے۔

۵۸ فٹ مربع اور دو فٹ اونچے چبوترہ پر واقع ہے۔ باہر کی چہار دیواری ، ۷ ، ۲۵ فٹ لانبی اور ۲۵۲ فٹ چوڑی اور دس فٹ اونچی ہے۔ چاروں کونے پر بارہ پہل کی برجیاں ہیں، جنوب مشرق کی جانب جو برجی ہے اس کے دو تلے پر نہایت نفیس پتھر کی جالیاں ہیں۔ جس حصہ پر مقبرہ ہے وہ باہر سے ۴۲ فٹ ۱۸ انچ مربع ہے اور اسکے چاروں طرف ۱۱ فٹ ۸ انچ چوڑہ برامدہ ہے۔ برامدہ کی چھت اعلیٰ قسم کی سنگ تراشی اور نقاشی کا نمونہ ہے۔ چھت میں جا بجا آیات قرآنی بھی کندہ ہیں، اس سنگ تراشی کا مقابلہ فتح پور سیکری کی بہترین سنگ تراشی اور نقاشی سے کیا جا سکتا ہے۔ اندر سے مقبرہ ۳۱ فٹ مربع ہے۔ اور ہر طرف چار بڑے ستون ہیں۔ ستونوں کے درمیان نہایت پتلی دیوار ہے۔ محراب کی جالیوں پر عربی خط میں اللہ کافی لکھا ہوا ہے۔ اور ستونوں کے برائکٹ پر پتھر کی سلیاں رکھ کر اس کو ہشت پہل پھر دائرہ بنایا گیا ہے۔

مقبرہ کے اندر کی قبروں میں بیچ کی قبر حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ پائیں کی دو قبروں میں پورب کی قبر آپ کی اہلیہ محترمہ کی اور پچھم بانی مقبرہ ابراہیم خاں کانکر کی ہے۔

ابراہیم خاں کا انتقال ۱۰۲۸ھ میں ہوا۔ اور حسب وصیت اندرون مقبرہ اپنے محترم پیر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مقبرہ کے دروازے پر دو کتبے ہیں، ایک سے حضرت مخدوم کا سنہ وصال برآمد ہوتا ہے سنہ

قطب اقطاب زماں قدوۂ دیں | آنکہ از مہر و مہ انور بودہ
شاہ دولت کہ سوئے عالم قدس | چوں زگیتی بہ سفر در بودہ
سال ہجرش زخرد عاصی یافت | وارث حال پیمبر بودہ

سنہ ۱۰۱۷ھ

دوسرے کتبہ سے تکمیل روضہ کی تاریخ ظاہر ہوتی ہے

از بہر نثار ایں بنائے آباد | از درج دلم دو دو تاریخ فتاد
اوّل بشمر روضۂ احباب دوم | مانند بہشت جاوداں ایمن باد

۱۰۲۵ھ ‏ ۱۰ ھ ۲۵

شمال اور مغرب کی طرف پتھر کے ستونوں پر کھلی ہوئی گلیریاں ہیں۔ پچھم والی گلیری کے وسط میں ایک خوشنما لداؤ چھت کی شاندار مسجد ہے۔ اس میں ایک کتبہ ہے جس کی اول دو سطروں میں آیات قرآنی اور آخر سطر میں سنہ تعمیر سنہ ۱۰۲۸ھ کندہ ہے۔ قطعہ تاریخ یہ ہے

چو ایں عالی بنائے کعبہ تمثیل جہاں آرا
بعیض منافع نادر تمامی اقتضا کردہ
دل عاصی ہمی جست از خرد سال بنائے او
خرد گفتا چو ابراہیم بیت اللہ بنا کردہ

۱۰ ھ ۲۸

مسجد کے سامنے ایک چبوترہ پر حضرت مخدوم شاہ مبارک حسین عرف شاہ دمن منیری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد ماجدؒ آپ کے جد امجدؒ

اور بھی خاندان کے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ مقبرہ سے دکھن جانب ایک صفہ عالی پر آپ کے دو صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ فرید الدین احمد محمد ماہرو فردوسی منیریؒ و حضرت مخدوم شاہ محمد علیؒ اور آپ کے سجادگان حضرت شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیریؒ، حضرت شاہ امجد حسین چشتی النظامی الفردوسی المنیریؒ، حضرت سید شاہ ابو الظفر فرید الدین احمد فردوسی منیریؒ، حضرت سید شاہ ابو الفرح فضل حسین قادری منیریؒ اور حضرت سید شاہ دولت علی محمد امان اللہ فردوسی منیریؒ اور بھی خاندان کے بہت سے حضرات آسودہ ہیں۔

مقبرہ کے پورب جانب حضرت شاہ اعظم علی عرف شاہ بھیکن فردوسی منیریؒ المتوفی سنہ ۱۲۷ھ ابن حضرت سید شاہ ابو الفرح شاہ لطف علی فردوسی منیریؒ، حضرت شاہ نظام الدین منیریؒ المتوفی سنہ ۱۲۹۷ھ، حضرت سید شاہ خلیل الدین احمد جوشش منیریؒ، حضرت شاہ اولاد علی زاہدی الفردوسی المنیریؒ المتوفی سنہ ۱۳۱ھ اور حضرت سید شاہ احتشام الدین حیدر المتخلص بہ مشرقی منیریؒ اور بہت سے لوگوں کے مزارات ہیں۔

مسجد کے دکھن جانب سائبان میں ایک زمین دوز کمرہ ہے جس میں جانے کے لئے زینے بنائے گئے ہیں۔ درگاہ سے تالاب کی طرف جانے کے لئے ایک سنگی دروازہ ہے۔ جنوب مغرب گوشہ پر ایک خوبصورت کمرہ اور جنوب مشرق گوشہ پر ایک ناغول ہے جس کی دیوار اعلیٰ قسم کے

پتھر کی جالدار بنائی گئی ہے۔ تالاب کی طرف دو ناغول ہیں جو فضا بُت کے اعتبار سے بہت خوب ہیں۔ مقبرہ سے شمال کی جانب عظیم الشان صدر پھاٹک ہے جو ۵ فٹ ۹ انچ چوڑا ہے، طرزِ تعمیر مغلیہ ہے۔ پھاٹک کے دونوں طرف ہشت پہل خوبصورت بُرجیاں ہیں جن پر جانے کے لئے زینے بنے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے باہر ۳ فٹ لانبا اور ۱۲ فٹ چوڑا خوبصورت سنگی چبوترہ ہے۔ صدر پھاٹک پر تین کتبے ہیں جن میں دو عربی میں اور ایک فارسی میں ہے۔ کتبے :-

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنة زمرا حتی اذا جاءوھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین۔

(۲)

کُنتُ فِی فِکرِ سِنِّ ھٰذَا الْبَابِ	کَانَ قَلْبِی بِحَوْلِهٖ سَکَنَا
قَالَ عَقْلِی عَلٰی طَرِیقِ الْاَمْرِ	قُلْ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنَا

۱۰۲۸ھ

(۳) چوں دریں روضۂ مقدس شاہ	رُوئے زینت نہاد بر اتمام
سال تاریخ من ازو جستم	خردم بہرِ ایں خجستہ مقام
بدعا لب کشودہ وگفتا	درِ دولت کشادہ باد دوام

۱۰۳۸ھ

تالاب کے چاروں طرف دو دو گومتیاں بنائی گئی تھیں۔ پچھم اور پورب کی گومتیاں ابھی قائم ہیں۔ اُتر کی گومتیاں بہت شکستہ ہو چکی ہیں۔ دکھن کی مسمار ہو گئی ہیں۔ تالاب میں جانے کے لئے چاروں طرف سے زینے بنائے ہیں اور اس کے دکھن بلندی پر گورنمنٹ کا پُر فضا ڈاک بنگلہ ہے۔

ذکرِ سجادگانِ حضرت مخدومؒ

حضرت شیخ الاسلام مخدوم شاہ فرید الدین محمد ماہر فردوسی منیری قدس سرہٗ

حضرت شاہ ماہرو منیریؒ ابن حضرت قطب الاقطاب

مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد کے ہیں اور آپ کے وصال کے بعد سجادہ دولت پر رونق افروز ہوئے۔ آپ چونکہ بہت خوبصورت تھے اس لئے ماہرو کا لقب آپ کے والد ماجدؒ نے عطا فرمایا تھا۔

حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور مرید و خلیفہ حضرت میراں سید عباس گجراتی تھے جن کے متعلق حضرت مخدومؒ نے حضرت ماہروؒ سے فرمایا تھا کہ راہِ تصوف میں اگر کوئی حاجت پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا۔ چنانچہ حضرت مخدومؒ کے وصال کے بعد حضرت ماہروؒ نے حضرت سید عباس گجراتی سے استفادہ کیا۔

آپ اپنے دور کے ولی کامل تھے، اور اپنے والد ماجدؒ کی روش پر ثابت قدم رہ کر حد کمال کو پہنچے، آپ کے کشف و کرامات کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ ۱۵ سال تک زینت بخش سجادۂ دولت رہ کر پانچویں رمضان سنہ ۱۰۳۱ھ میں انتقال فرمایا اور احاطۂ دولت میں مقبرہ کے سامنے چبوترہ پر والد ماجد کی پائتی میں مدفون ہوئے

قطعہ تاریخ :۔

شہ فرید الدین محمد ماہرو ‏ ‏ دادہ جاں شد صحابہ تزئین بخلد
سال وصلش چشم دیدہ بعد نقل ‏ ‏ گفت ہاتف۔ بد فرید الدین بخلد

۱۰۳۱ھ

(۲) حضرت مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیریؒ ابن حضرت قطب الاقطاب مخدوم شاہ دولت منیریؒ کو بیعت و خلافت اپنے پدر والاگہر سے ہے اور اجازت اپنے برادر معظم حضرت شاہ محمد ماہرو رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہے۔ اپنے برادر گرامی کے وصال کے بعد مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ عرصہ تک آپ کے رشد و ہدایت کا دریا موجیں مارتا رہا۔ آپ کی ایک صاحبزادی ہوئیں جن سے سلسلہ اولاد جاری ہوا۔ ۲۶ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہوا، اور اپنے برادر محترم کے

پہلو میں مدفون ہوئے۔

(۳) حضرت مخدوم شاہ مبارک مصطفےٰ فردوسی منیریؒ

حضرت مخدوم شاہ مبارک بن مخدوم شاہ مصطفےٰ منیری بن حضرت مخدوم شاہ جلال منیری بن حضرت مخدوم شاہ عبدالملک فردوسی منیریؒ بن حضرت مخدوم شاہ اشرف فردوسی منیریؒ۔ آپ حضرت شاہ دولت منیریؒ کے نواسے اور آپ کے بھائی حضرت مخدوم شاہ جلال منیریؒ کے پوتے ہیں۔ آپ کی شادی خاندان ہی میں ہوئی۔ ایک صاحبزادی تولد ہوئیں جو بی بی بزرگ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ ان کی شادی حضرت شاہ عنایت اللہ منیری ابن حضرت شاہ اشرف منیریؒ سے ہوئی۔ کوئی اولاد عالم وجود میں نہ آئی۔ حضرت بی بی بزرگ کا مکان حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے تولد خانہ کے متصل ابھی تک شکستہ حالت میں قائم ہے۔

آپ مرید و خلیفہ حضرت مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیریؒ کے ہیں۔ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ اور حضرت مخدوم شاہ فریدالدین احمد محمد ماہرو منیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے لئے اجازت نامہ لکھ کر رکھ دیا تھا۔ آپ کو حضرت سید شاہ نعمت اللہ الملقب بہ جمال الدین محمد ابن عطاء اللہ قادری فیروزپوریؒ سے بھی اجازت ہے۔ آپ سے

سلسلہ کی اشاعت بہت ہوئی۔ اور اپنے وقت کے قطب یگانہ رہے۔ آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔ اور چھوٹی درگاہ منیر شریف میں مزار پُر انوار ہے۔

حضرت تاج المشائخ مخدوم شاہ ہدایت اللہ فردوسی منیری قدس سرہٗ

حضرت مخدوم شاہ ہدایت اللہ منیری رحؒ بن حضرت مخدوم شاہ اشرف محمود حافظ منیری بن مخدوم شاہ محمدؒ بن مخدوم شاہ جلال منیری بن مخدوم شاہ عبد الملک فردوسی منیری بن مخدوم شاہ اشرف فردوسی منیری رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ مرید و مجاز اپنے دادا کے چچا زاد بھائی حضرت مخدوم شاہ مبارک بن حضرت مخدوم شاہ مصطفےٰ فردوسی منیری کے ہیں۔ اور حضرت شاہ احمد منور بن مخدوم شاہ انور محمدؒ بن مخدوم شاہ منور شہید بن حضرت مخدوم شاہ دولت فردوسی منیری سے بھی اجازت رکھتے ہیں

آپ سن بلوغ کو نہ پہنچے تھے کہ سایہ پدری سر سے اُٹھ گیا۔ اور کوئی بزرگ ایسے نہ رہے جو آپ کی تعلیم کرتے۔ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ تم دادا یعنی حضرت سلطان المخدوم سیدنا شاہ یحیٰی منیری قدس سرہٗ

کے روضہ مبارک پر جایا کرو، اور مزار شریف پر بیٹھا کرو۔ آپ نے اپنا یہی معمول کیا اور رفتہ رفتہ حضرتؒ کے فیضان روحی سے مستفیض ہونے لگے۔ کچھ دنوں بعد ایک دن مزار مبارک کے اندر ایک روشن چیز نمودار ہوئی اور آپ کی گود میں چلی آئی۔ آپ کو جمائی آئی اور وہ نور آپ کے قلب میں اُتر گیا۔ پھر تو ایسا جوشش و خروش ہوا کہ عالم بے خودی میں گھر سے باہر نکل گئے۔ عرصہ تک آپ کا پتہ نہ ملا۔ کبھی نعرہ لگانے کی آواز ملتی، کبھی بہ نفس نفیس چلے آتے۔ پھر لاپتہ ہو جاتے۔ عرصہ تک یہی حال رہا۔ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مخدومؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئیں اور گریہ وزاری میں مصروف ہوئیں۔ ایک دن یکایک آپ نعرہ لگاتے ہوئے حضرت مخدومؒ کی بارگاہ میں پہنچے اور ایک جمائی آئی اور وہ نور منھ سے نکل کر مزار شریف کے اندر چلا گیا۔ پھر عالم سُکر سے عالم صحو میں آ گئے۔ جب حضرت شاہ مبارک مصطفےٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ مراجعت فرمائے منیر ہوئے تو ان سے فیض صحبت حاصل رہا۔ اور ان کے وصال کے بعد مسند ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور آپ سے رشد و ہدایت خوب ہوا۔ آپ کا وصال نویں رجب ۱۱۲۸ھ میں ہوا۔ اور اس شمع ہدایت کو حضرت سلطان المخدوم کے زیر پائیں چبوترہ سے متصل دفن کیا گیا۔ مصرعہ تاریخ :-

کشادہ باب ہدایت میان میان اہل ارم

۱۱۲۸ھ

حضرت مخدوم شاہ محمد مبارک المعروف شاہ محمد مکی عرف مکی منیری قدس سرہٗ

حضرت شاہ محمد مبارک مکی منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ عنایت اللہ منیری ابن حضرت مخدوم شاہ اشرف منیری ابن حضرت محمود حافظ منیری۔ آپ مرید و خلیفہ اپنے عم محترم حضرت مخدوم شاہ ہدایت اللہ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کے والدین حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت اسی ارض پاک میں ہوئی اسلئے آپ کا نام مبارک رکھا گیا اور عرف عام میں مکی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ کی شادی حضرت شاہ درگاہی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ تین صاحبزادے (۱) حضرت شاہ دولت علی محمد بنیاد منیریؒ (۲) حضرت شاہ محمد محمود منیریؒ (۳) حضرت شاہ علی احمد عرف شاہ بھیلو منیریؒ اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

آپ کی تعلیم آپ کے عم مکرم سے ہوئی۔ فیضان صحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔ اور آپ کے وصال کے بعد مسند ہدایت پر رونق افروز ہوئے۔ ریاضت و مجاہدہ میں حد کمال تک پہنچے۔ شریعت و طریقت میں آپ کا پایہ اچھا رہا۔ حب جاہ اور طمع دنیاوی سے الگ رہے۔ آپکی شمع ہدایت نے ایک عالم کے قلوب کو منور کر دیا۔ اکیس برس تین روز

مسند مخدوم پر جلوہ گر رہ کر ۱۲؍ رجب ۱۱۵۹ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک چھوٹی درگاہ میں مسجد سے متصل چبوترہ پر واقع ہے۔ قطعہ تاریخ از حضرت صوفی منیریؒ ؎

چوں شاہ مکیؒ گہر جاں پاک را	با حق سپرد صُیّرَ مثواۃُ جنّۃً
ماہ رجب دوازدہم چارشنبہ بود	تاریخ اوست اَدْخَلَہُ اللہُ جنّۃً

۱۱۵۹ھ

حضرت مخدوم شاہ لطف اللہ المعروف شاہ محمد منیریؒ

آپ حضرت مخدوم شاہ محمد مکی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کی شادی حضرت شاہ غلام علیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کی ایک صاحبزادی ہوئیں جن کی شادی حضرت شاہ غلام حسن ابن شاہ محمد عرب چند موسیؒ سے ہوئی۔ ان سے ایک صاحبزادے حضرت شاہ فریدالدین علی عرف شاہ دمڑیؒ اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔

آپ اپنے برادر بزرگ کے وصال کے بعد مسند آرائے حضرت مخدومؒ ہوئے۔ عرصہ تک آپ کا رشد و ہدایت جاری رہا۔ آپ نے حضرت مخدوم کی روش پر اپنی زندگی گذاری۔ جب آپ کا وصال ہونے لگا تو مخدوم شاہ محمد بنیاد منیریؒ کو اپنا جانشیں کیا اور ۲۴؍ صفر

روز پنجشبنہ ۱۱۷۰ھ میں خلد بریں کی راہ لی۔ آپ کا مزار مبارک بڑی درگاہ شریف میں ہے۔ قطعہ تاریخ از حضرت صوفی منیری سے

چوں محمد منیری حق جو — زیں جہاں شد بعالم عقبیٰ
کردم از حق دعا برآمد سال — اِجْعَلِ الْجَنَّةَ لَہٗ مَثْوٰا

۱۱۷۰ھ

حضرت مخدوم سید شاہ دولت علی خواجہ محمد بنیاد فردوسی منیری قدس سرہٗ

حضرت شاہ دولت علی محمد بنیاد فردوسی منیریؒ ابن حضرت مخدوم شاہ محمد مکی منیریؒ کو بیعت و خلافت اپنے پدر مکرم سے ہے اور اپنے عم مکرم حضرت شاہ محمد منیریؒ حضرت شاہ غلام علی شطاری اور حضرت شاہ محمد شفیع شطاری سے بھی اجازت رکھتے ہیں۔ آپ کی ذات گرامی فقر و تصوف میں اپنی آپ مثال تھی۔ اپنے دور کے مسلم الثبوت مشایخوں میں تھے۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے چھوٹے بھائی حضرت شاہ ابوالفتح خواجہ علی احمد عرف شاہ بھیلو منیریؒ کو اجازت و خلافت دے کر اپنا جانشیں کر دیا تھا۔ ۲۶ سال تک سجادہ مخدوم کو اپنی ذات گرامی سے زینت بخشی اور ۲۶ شعبان ۱۱۹۷ھ میں اس سرائے بے بنیاد سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ مزار مبارک

چھوٹی درگاہ میں ہے۔ قطعہ تاریخ سے

شاہ بنیاد از جہانِ بے ثبات — بہر سیر عالم بالا گذشت
سالِ رحلت از خرد ممتاز جست — گفت ہاتف او دیدہ در بہشت

۱۱۹۷ھ

حضرت شاہ ابوالفتح خواجہ اسد اللہ علی احمد عرف شاہ محمد بھیلو فردوسی منیریؒ

اپنے برادر حضرت خواجہ شاہ محمد بنیاد منیریؒ کے وصال کے بعد سجادہ پر رونق افروز ہو کر اپنے چشمہ فیض سے خلق خدا کو سیراب کیا۔ فقر و سادگی جو خاندان کی امتیازی شان تھی اُسے اختیار فرمایا۔ پانچ سال تک اس عالم ناپائدار میں رہ کر ۱۲ رجب ۱۲۰۱ھ میں جنت الفردوس کی راہ لی۔ آپ کا مزار مبارک چھوٹی درگاہ کے بڑے چبوترہ پر ہے۔ قطعہ تاریخ سے

شاہ بھیلو چو از او سادہ فقر — بہ حریم نعیم باز شتافت
از بزرگی اوست ایں کہ خرد — رضی اللہ عنہ سالش یافت۔

۱۲۰۱ھ

حضرت ملک المشائخ خواجہ سید شاہ محمد مبارک حسین عرف شاہ دعومن فردوسی منیریؒ

حضرت شاہ مبارک حسین عرف شاہ دعومن فردوسی منیریؒ ابن

حضرت شاہ محمود منیری کی ظاہری و باطنی تعلیم آپ کے عم بزرگوار حضرت شاہ علی احمد عرف شاہ بھیلو منیریؒ سے ہوئی۔ اور پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔ تقویٰ و پرہیزگاری میں بے عدیل تھے۔ آپ کا جود و ایثار حلم و تحمل مشہور ہے۔ توکل و رضا آپ کا شعار خصوصی تھا۔ فقر کی کوئی بات ظاہر نہ کرتے۔ علم ظاہری کیساتھ باطنی اسرار سے باخبر تھے۔ حضرت شاہ محمد بنیاد منیریؒ کے فیض صحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔ روز چہارشنبہ ۶ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک چھوٹی درگاہ میں مسجد سے متصل چبوترہ پر حضرت شاہ بھیلو منیریؒ کے دائیں جانب ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ ابوظفر سید شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیریؒ آپ کے جانشیں ہوئے۔ مادہ تاریخ "موت العالِم موت العالَم"
۱۲۳۶ھ

قطعہ تاریخ ؎

یکتائے زمانہ شاہ دھومن　　از فضل و کمال او چہ پرسی
چوں کرد وفات سال نقلش　　خورشید سلوک گفت کرسی

۱۲۳۶ھ

آپ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ ابوالفرح قمر الدین حسین المعروف بہ شاہ لطف علی فردوسی منیریؒ المتخلص بہ کرسی مرید و فیض گرفتہ اپنے برادر بزرگ کے ہیں۔ شریعت کے آفتاب اور طریقت میں کمال رکھتے تھے۔

آپ سے کشف و کرامات بہت صادر ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ روز دوشنبہ ۶ ار شوال ۱۲۵۶ھ میں اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا اور برادر بزرگ کے قریب مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

قطعہ تاریخ ؎

مرد حق لطف علی صاحب کمال　　زیں جہاں سوئے جناں شد آں ولی
گفت خورشید حزیں تاریخ آں　　شد بہشت آباد از لطف علی

۱۲ ھ ۵۶

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ ابوظفر قطب الدین احمد فردوسی منیری نور اللہ مرقدہٗ

آپ حضرت سید شاہ مبارک حسین عرف شاہ دھومن منیری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ پدر والاگہر کے وصال کے بعد زینت آرائے مسند مخدوم ہوئے۔ فقر و سلوک میں ممتاز رہے اور اپنے عہد کے باکمال عارف حقیقت اور آفتاب معرفت تھے۔ سادگی جو خاندان مخدوم سے ورثہ میں ملی تھی، آخر عمر تک اس کی نباہ کی۔ سفر و حضر خلوت و جلوت آپ کی یکساں تھی۔ خوف الٰہی کا غلبہ آپ کو بہت رہتا، ہر وقت یہ رباعی ایک خاص کیفیت کے ساتھ پڑھتے رہتے تھے

تو بعلم ازل مرا دیدی — دیدی آنگہ بعیب بخریدی
تو بعلم آن و من بعیب ہمان — رد مکن آنچہ خود پسندیدی

ریاضت و مجاہدہ سے جو وقت ملتا مطالعہ یا نقل کتاب بزرگان میں صرف ہوتا۔ اپنی تعظیم پسند نہ فرماتے۔ بچوں اور بوڑھوں سے ایک طرح سے ملتے، تمام عمر آپ کو کسی نے کھانا طلب کرتے ہوئے نہ دیکھا۔ متعلقان کو اذن عام تھا کہ جب تک سب لوگ نہ کھالیں آپ کا کھانا نہ آیا کرے۔ اکثر دو دو تین تین روز یونہی گزر جاتے۔

آپ کو بیعت اپنے عم مکرم حضرت سید شاہ لطف علی فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ تصوف کی اکثر کتابیں آپ ہی سے تمام کیں اور آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم والد ماجد سے بھی ہوئی۔

آپ کو حضرت مخدوم سے روحانی فیض بھی حاصل تھا۔ عرصہ تک یہ معمول تھا کہ روزانہ صبح کی نماز بڑی درگاہ شریف میں ادا فرماتے تھے۔ آپ کی بزرگی کا شہرہ خوب ہوا۔ آپ کے کشف و کرامات بہت مشہور ہیں، جن میں ایک عجیب وغریب واقعہ یہ بھی ہے:-

جناب میر[1] کبیر حسین صاحب مرحوم موضع پلاسی ضلع گیا کے رہنے والے حضرت ہی کے مرید تھے۔ حضرت کے وصال کے بعد

[1] جناب میر صاحب موصوف شاہ محمد رضا صاحب بیورہ ضلع پٹنہ کے جد تھے۔ وفات ۲۵ مارچ ۱۸۷۵ء ۱۲

کہیں سے پالکی پر آرہے تھے، جب مقام جمنا درمیان گیا و ٹکاری پل کے پاس پہنچے تو پل سے اتر کہاروں نے پالکی رکھ دی اور کھانے کیلئے چلے گئے۔ اس درمیان میں میر صاحب پر غنودگی طاری ہوئی، جب بیدار ہوئے تو اپنے ہاتھ میں شجرہ دیکھا، کہاروں سے پوچھا کہ یہاں کوئی آئے تھے؟ معلوم ہوا کہ کوئی نہیں۔ وہاں سے منیر شریف آئے اور حضرت شاہ امجد حسین منیری رحمۃ اللہ علیہ سے کل حالات بیان کئے۔ اور یہاں شجرہ سے ملایا تو کوئی فرق نہ پایا۔ اپنے پیر و مرشد کے مزار پر گئے اور کہا کہ جو چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے دیدیا۔ میر صاحب موصوف کو بیعت کے بعد شجرہ نہیں ملا تھا۔ اس لئے وہ شجرہ ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر میں رکھ دیا گیا۔

آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت سید شاہ قلندر حسین فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین کیا تھا، مگر آپ کی حیات ہی میں ان کا وصال ہوگیا۔ آپ پینتالیس[۴۵] سال تک سجادۂ مخدوم پر رونق افروز ہو کر ۱۲ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ میں فردوس بریں کی راہ لی۔ مزار مبارک چھوٹی درگاہ میں حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر پائیں چبوترہ پر ہے

قطعہ تاریخ

قطب، بریں چوں ز عارفاں گشتہ — ہم ز قید وجود خود رستہ

جامِ آبِ حیات بشکستہ | عاقبت رختِ خویش بربستہ
از قضا چوب کلک بنوشتہ | رکنِ اعظم ازیں جہاں رفتہ

۱۲۸۱ھ

قدوۃ العارفین مقبول کونین حضرت ابوالمظفر سیّد شاہ محمد امجد حسین حسنی الحسینی الچشتی النظامی المنیری نوراللہ مرقدہٗ

آپ داماد و جانشیں حضرت سید شاہ ابوالظفر قطب الدین احمد فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ محلہ چاند پورہ بہار شریف کے مشہور و معروف بزرگ حضرت مخدوم سیّد شاہ فرید الدین طویلہ بخش چشتی (المتوفی ۶ رجمادی الثانی ۸۹۷ھ) ابن حضرت سید ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔ حضرت مخدوم سید ابراہیمؒ ابن حضرت مخدوم سید جمال الدین ابن حضرت مخدوم سید محمدؒ بدایونی ابن سید علی بخاری (جد حضرت محبوب الٰہی) حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں رہتے تھے۔ جب حضرت مخدوم اخی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بنگالہ جانے کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم بھی ساتھ کردیے گئے۔ پنڈوہ میں کچھ دنوں قیام کے بعد حضرت مخدوم شاہ علاء الحقؒ نے اپنی سالی سے آپ کی شادی کردی۔ آپ سے حضرت مخدوم فرید الدین طویلہ بخشؒ تولد ہوئے۔ حضرت مخدوم طویلہ بخش کی شادی حضرت مخدوم علاء الحقؒ

کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ حضرت مخدوم شاہ نور قطب عالمؒ سے مرید ہوئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے ہونؔ[1]

حضرت مخدوم طویلہ بخشؒ پنڈوہ میں ایک درخت کے سایہ میں کپڑا سیا کرتے تھے، اگر آپ کو کوئی شخص کپڑا سینے کو دیتا تو سی دیتے، کسی سے کچھ طلب نہیں کرتے، اور کوئی شخص کچھ دیتا تو لے لیتے تھے۔ اس طرف سے اکثر گھوڑے کے تاجر گذرا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھوڑے کے تاجر وہاں آئے اور ٹھہر گئے۔ ان میں کے ایک شخص نے حضرت مخدوم کو اپنا کپڑا سینے کو دیا۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ یہ گھوڑے کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جائیں گے؟ اس شخص نے کہا "تم اپنا کپڑا سیے جاؤ تم کو کیا مطلب کہ گھوڑے کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جائیں گے، جئیں گے یا مریں گے؟" آپ نے فرمایا "جئیں یا مریں ہم کو کیا؟" بات ختم ہوگئی۔ جب صبح ہوئی تو سب گھوڑے مردہ پائے گئے۔ اس ناگہانی واقعہ سے سب لوگ پریشان ہوئے۔ اس شخص نے کہا اور تو کوئی بات نہیں، کل ایک شخص درخت کے نیچے کپڑا سی رہے تھے ان سے اس طرح کی بات ہوئی تھی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ حضرت مخدوم علاء الحق کے داماد ہیں۔ لوگ حضرت مخدوم علاء الحقؒ کے پاس

---

[1] مخزن الانساب صفحہ ۱۰۳ ذر سالہ پنڈوہ صفحہ ۲۸

پہنچے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت مخدومؒ نے حضرت مخدوم فرید الدینؒ کو بلایا اور فرمایا کہ "جوانی کا غصہ نہیں جاتا ہے؟ غریب کے گھوڑے تم نے مار ڈالے"۔ آپ نے فرمایا "حضور مجھے کیا؟ گھوڑے مرتے ہوں یا جیتے ہوں"۔ حضرت مخدوم علاؤ الحقؒ نے سوداگروں سے کہا "اب جاؤ گھوڑوں کو زندہ پاؤ گے"۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مخدوم فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو "طویلہ بخش" کا لقب عنایت فرمایا۔

حضرت مخدوم طویلہ بخش رحمۃ اللہ علیہ نے محلہ چاند پورہ میں قیام فرمایا۔ آپ کی خانقاہ سرچشمۂ رشد و ہدایت رہی، اور آپ کا سلسلۂ نسب اور سلسلۂ طریقت صوبہ کے اطراف و اکناف میں کثرت سے پھیلا، اور آج بھی آپ کا مزار اقدس مرجع انام ہے۔ آپ کے خاندان کے جلیل القدر اصحاب نے خلق کی رہنمائی فرمائی۔ حضرت ملا محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے خاندان میں مرید ہوئے اور ان کا مزار بھی اسی احاطہ میں ہے۔

حضرت سید شاہ امجد حسین منیری رحمۃ اللہ علیہ کی شادی حضرت ابو ظفر سید شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اور حضرت کے وصال کے بعد سجادہ ارشاد پر رونق افروز ہوئے۔

آپ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد سلطان چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور حضرت شاہ قطب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بزرگان منیر شریف کے چودہ خانوادوں کی اجازت عطا ہوئی۔

علوم ظاہری کے ساتھ باطنی اسرار سے باخبر تھے، اپنے ہمعصر مشائخ میں بلند مراتب پائے۔ آپ کا سلسلہ آبائی حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور نسب مادری حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ صورتاً وجیہہ اور خوبصورت تھے، ارباب سلطنت کی نظروں میں مرتبۂ عالی رکھتے تھے۔

اکیس (۲۱) سال تک سجادۂ مخدومؒ پر رہ کر ۲۹؍ ذی قعدہ ۱۳۰۲ھ میں دار البقا کی طرف رحلت فرمائی۔ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ میں حضرت شاہ قطب الدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر پائیں مدفون ہوئے۔

قطعہ تاریخ از حضرت شوقی منیریؒ [1]

شہ امجد حسین با صفا را — زدنیا در حریم راز بردند
بفکر سالِ نقلش گفت ہاتف — بخلدش زندہ با اعزاز بردند

۱۳۰۲ھ

[1] (حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

حضرت تاج العارفین سید شاہ ابوالمظفر فرید الدین احمد فردوسی المنیری الہاشمی قدس سرہٗ

آپ فرزند و جانشین حضرت سید شاہ ابوالمظفر امجد حسین چشتی الفردوسی المنیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں محلہ چاند پورہ بہار شریف میں ہوئی۔ ولادت کی تاریخ صوبہ بہار کے مشہور بزرگ حضرت شاہ یحییٰ ابوالعلائی عظیم آبادیؒ نے لکھی ہے ؎

عطا فرمود فرزند نرینہ — چو حق امجد حسین پاک دین را
رقم کردیم تاریخ دعائی — الٰہی بخت او بیدار بادا

۱۲۸۰ھ

سلہ (حاشیہ صفحۂ گذشتہ) حضرت شاہ فرزند علی صوفی منیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ لطف علی فردوسی منیریؒ کے نواسے تھے۔ عربی، فارسی اور اردو میں پایہ دستگاہ رکھتے تھے۔ شاعری میں بھی بہت اچھا مذاق حاصل تھا۔ فن شاعری میں مرزا غالب دہلوی مرحوم کے شاگرد تھے۔ آپ کا تخلص صوفی تھا۔ فن تصوف میں آپ کی ہستی مسلم الثبوت تھی۔ راحت روح، مثنوی نوائے الحمد، سرود مستاں، وسیلۂ شرف اور بھی بہت سی کتابیں آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ آپ کا وصال ۶ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ میں اسلام پور میں ہوا۔ اور حضرت شاہ ولایت علی ابوالعلائی اسلام پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ انوار ولایت ص ۱۲۴ مصنفہ حضرت سید شاہ عبد القادر ابوالعلائی اسلام پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

آپ کی ظاہری تعلیم منیر شریف میں ہوئی۔ سلسلہ فردوسیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے اور علوم باطنی کی تکمیل ہوئی۔ خانوادۂ مخدوم کے چودہ خانوادوں میں خانوادہ فردوسیہ سے ایک نسبت خاص تھی۔ آپ سالک رفیع المقام صوفی بلند مرتبہ تھے۔ حضرت مخدوم کی نگاہ کرم آپ پر بہت تھی۔ آپ کے فیوض روحانی سے مستفیض ہوئے۔ اور آپ سے بہت فیض جاری ہوا۔ صبر و تحمل خُلق و ایثار آپ میں بہت تھا۔ آپ نے اپنی موجودگی میں اپنے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کو اپنا ولی عہد کیا تھا مگر حضرت ہی کے سامنے ان کا اور آپ کی اہلیہ محترمہ اور آپ کی سب اولادوں کا انتقال ہو گیا۔ باوجود ایسے صدمات کے شیوۂ تسلیم و رضا اختیار فرمایا۔ صبر و تحمل کے ساتھ راضی برضائے الٰہی رہے۔ ۲۷ سال تک سجادۂ مخدوم پر رہ کر خلق کی رہبری فرمائی اور ۲۲ رجمادی الاول ۱۳۲۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں اپنے والد ماجد کے زیر پائیں جگہ پائی۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت سید شاہ احتشام الدین حیدر مشرق منیری[سلہ] رحمۃ اللہ علیہ

شہ فرید الدین کہ بود است او سعید — نیز او می داشتے خُلق حمید
گفت تاریخ وصالش مشرقی — شہ فرید دین بقرب حق رسید

سلہ (حاشیہ برصفحۂ آئندہ)

حضرت مقبول کونین مقتدائی و مولائی جناب شاہ سعید الدین احمد المعروف بہ ابوالفرح شاہ فضل حسین قادری فردوسی منیری نور اللہ مرقدہٗ

آپ حضرت شاہ فرید الدین احمد فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی اور آپ کے جانشین ہیں۔ والد ماجد کے وصال کے بعد اپنے برادر معظم

---

۵ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) حضرت شاہ احتشام الدین حیدر متخلص بہ مشرقی منیریؒ، حضرت شاہ خلیل الدین احمد جوشش منیریؒ کے صاحبزادے اور حضرت سید شاہ لطف علی فردوسی منیریؒ کے نواسہ تھے۔ علوم ظاہری میں کمال حاصل تھا، فارسی کے ساتھ عربی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عربی کا ایک دیوان مرتب کیا تھا جس کو تالاب کی نذر کر دیا۔ اس کے بعد فارسی میں ایک دیوان ترتیب دیا۔ اسے بھی تالاب میں ڈبو دیا۔ آپ کی چند عربی، فارسی، اردو کی غزلیں موجود ہیں۔ جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ زبان اردو پر قادر تھے، اسی طرح عربی اور فارسی بھی آپ کے لئے کوئی مشکل نہ تھی۔ آپ کی عربی اور اردو کی چند غزلیں ہمارے پاس اور خانقاہ اسلام پور ضلع پٹنہ کے کتب خانہ میں بھی موجود ہیں۔ فن طب میں بھی آپ کو اچھا درک تھا۔ کچھ دنوں کے لئے کلکتہ میں مطب کا سلسلہ رکھا اور ایک سائل کے سوال پر مطب کی کل کائنات اس کے نذر کر دی۔ اور خاک منیر کی راہ لی (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی۔ آپ کے برادر والاشان کو آپ سے اور آپ کو ان سے عجیب محبت تھی۔ اور یہ محبت عشق کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ آپ ہمیشہ خدمت اقدس میں رہے اور فیض صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ پیر و مرشد کی نگاہ کرم کی بدولت سعادت دارین حاصل ہوئی۔ ۱۱ر شعبان ۱۳۳۵ھ میں آستانہ حضرت مخدوم پر سلسلہ قادریہ میں اپنے برادر معظم سے دولت بیعت حاصل کی۔ آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ امجد حسین چشتی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں دیا تھا اس لئے آپ کی بیعت سلسلہ قادریہ میں ہوئی۔ حالانکہ چاند پورہ کے اکثر بزرگان چشتی اور بزرگان منیر شریف زیادہ تر فردوسی ہیں۔ سادگی اور خلق و ایثار میں ممتاز رہے۔ میدان صبر و توکل میں صبر و استقلال کے ساتھ ثابت قدم تھے۔ آپ کے سامنے آپ کی متعدد اولادوں نے داغ مفارقت دیا، مگر مرضئ الٰہی پر استقلال کے ساتھ راضی رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) آپ کو زندگی میں بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا، مگر مرضئ مولا پر صابر و شاکر رہے۔

آپ کا نام ہمیشہ لوگوں سے سنا جائے گا۔ آپ کا وصال ۱۰ر شوال ۱۳۴۳ھ میں منیر شریف میں ہوا، اور چھوٹی درگاہ میں مقبرہ کے پورب آپکا مزار ہے ۱۲

اپنے پیرو مرشد کے وصال کے بعد درد فراق میں عرصہ تک بیمار رہے۔ اس درمیان میں آستانۂ مخدومؒ پر کچھ دنوں قیام پذیر رہے۔

آپ کو کتب بینی کا شوق بہت تھا۔ مکتوبات و ملفوظات حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگوں کی کتابیں آپ کے پیش نظر رہتی تھیں۔ حضرت مخدوم اور دیگر بزرگوں کی کتابیں نقل کیں۔ ہر طریقہ کے بزرگوں کے کلمات جمع کئے۔ آپ حضرت مخدوم میں محو تھے۔ اور تربیت باطنی آپ کی روح پر فتوح سے تھی۔ اور آپ کے نقش قدم پر تھے۔ حُسن سیرت اور کمال معنی میں ممتاز تھے۔ سجادگی کے بعد وصال تک اس سرائے فانی میں رہ کر ۲۴ شعبان ۱۳۴۱ھ میں زلال وصال نوش کیا۔ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں اپنے برادر معظم کے زیر پائیں ۲۵ شعبان کو مدفون ہوئے۔

قطعہ تاریخ وصال

ازجناب مولوی عبدالحفیظ صاحب عیش لودی پوری

چھائی ہے آج غم کی گھٹا خانقاہ پر	مدحیف صوفیوں کا وہ سلطان نہیں رہا
اے عیش سر سے آہ کے لکھ دو سن وصال	مسند نشین و کوکب عرفان نہیں رہا

۱۳۴۱ھ

حضرت سید شاہ دولت علی الملقب شاہ امان اللہ فردوسی النظامی المنیری نور اللہ مرقدہٗ

آپ حضرت سید شاہ مفضل حسین منیری قدس سرہٗ کے صاحبزادے اور آپ کے جانشین ہیں۔ آپ مرید و فیض گرفتہ اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔ اور وصال کے بعد سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔ زہد و ورع، خلق و ایثار، صبر و تحمل میں بے مثل رہے۔ صورتاً نہایت حسین و جمیل تھے۔

آپ بے حد خلیق تھے، جو شخص آپ سے ایک بار ملتا دوبارہ ملنے کی تمنا کرتا۔ حضرت مخدومؒ کے فیضان روحی سے مستفیض اور ہر چھوٹے اور بڑوں کے آپ محبوب تھے۔ آپ کو اپنی زندگی میں طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا، مگر ضبط و استقلال کے ساتھ ثابت قدم اور صبر و تحمل کے ساتھ راضی برضائے الٰہی رہے۔ یکم ذی الحجہ روز دوشنبہ ۱۳۴۴ھ میں بارگاہ عشق تکیہ شریف پٹنہ سیٹی میں ایک ہفتہ بیمار رہ کر داعیٔ اجل کو وصال کو لبیک کہا۔ آپ کی لاش مبارک منیر شریف آئی۔ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیری کی درگاہ میں حضرت سید شاہ فریدالدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب مدفون ہوئے۔

قطعہ تاریخ وصال

آں دولتِ علی امان اللہ — فردِ رہِ سالکان بودہ
مقبولِ نگاہ شاہ یحییٰ — شیخِ رہِ عارفان بودہ
بدرِ رُخِ شرف بچو مرشدِ شے — شرفِ ہمہ عارفان بودہ
آں ماہِ شرف کہ از وجودش — صد زد نقے در جہان بودہ
مخدوم جناب شاہ دولت — خضرِ رہِ آں امان بودہ
در راہ شریعت و طریقت — بر جادہ معزو شان بودہ
صد آہ گلِ شرف نماندہ — کو دولتِ خاندان بودہ

گفت از سرِ آہ ہاتف غیب

خورشید سلوک امان بودہ

۱۳۴۶ھ

آپ کے بعد سجادۂ مخدوم پر آپ کے بھائی حضرت اخی معظم ومکرم جناب سید شاہ ابو الظفر محمد عنایت اللہ صاحب فردوسی المنیری مدظلہ العالی زیب سجادہ ہوئے۔ آپ سے ایک چھوٹے بھائی جناب سید شاہ محمد ہدایت اللہ منیری رحمۃ اللہ علیہ حسن سیرت، حسن صورت میں ممتاز تھے۔ ۷۰ سال اس سرائے فانی میں رہ کر ۲۳ شوال ۱۳۴۷ھ میں عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی اور اپنے برادر بزرگ

حضرت سید شاہ امان اللہ فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب مدفون ہوئے۔

قطعہ تاریخ وصال

اخی اکرم ہدایت کہ بود — شدہ رُوئے خویش ز چشم نہاں
گلے بود از گلستانِ شرف — بسے حیف گل رفت از گلستاں
بدہ ماہ شوال بست و سوم — کہ بربست رختِ سفر از جہاں
بگوشِ می آد ہمیں ایں ندا — پئے نقل آں داد ہاتف جناں
ز روئے ہدایت پئے رحلتش — مقامش بجنات فردوس داں

۱۳۴۷

دیگر مقامات

مسجد ڈھائی کنگرہ

تالاب سے پچھم بلندی پر ایک چھوٹی سی مسجد بغیر چھت کی ہے، جس کے ڈھائی کنگرے ہیں، اسی مناسبت سے اس نام سے مشہور ہے۔ صحنِ مسجد سے متصل حضرت مخدوم شاہ جلال منیری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مخدوم شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ ہی کے صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ شعیب[1] فردوسی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مخدوم

---

[1] محرمِ اسرارِ غیبیہ حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الآخر روز دوشنبہ ۶۳۶ھ میں موضع گجاتراں متصل منیر شریف پیدا ہوئے۔ جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد کا منیر میں انتقال ہو گیا۔ آپ ولیٔ مادرزاد تھے۔ آپ کی والدہ مکرمہ بڑی عارفہ تھیں۔ حضرت مخدوم کو علم لدنی حاصل تھا، علوم ظاہری اپنی والدہ اور علمائے زمانہ سے حاصل کیا۔ تحصیل علم کے بعد ایک مدت تک پہاڑوں اور جنگلوں میں بسر کی۔ جب آپ کی بزرگی کا شہرہ اطراف میں پھیلا (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

شاہ جلال منیری رحمۃ اللہ علیہ شیخپورہ ضلع مونگیر میں آسودہ ہیں۔

اس مسجد سے پچھم بلندی پر حضرت سیدنا خطیر الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ

تو خلق سے کنارہ کشی فرمایا۔ کبھی کبھی اپنی والدہ کی قدمبوسی کو آجایا کرتے تھے۔ کبھی راجگیر میں چلہ کشی ہوتے کبھی موضع اکرانواں اور موضع امہرہ کے جنگلوں میں جا ٹھہرتے۔ کبھی شیخپورہ کے پہاڑ کی طرف چلے جاتے۔ ایک کنوئیں میں بارہ برس تک چلہ کشی کی اور شیخ پورہ کو آپ نے آباد کیا۔ اور وہاں کوہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ ریاضت و مجاہدہ میں حد کمال کو پہنچے۔ حضرت مخدوم جہاں نے اپنا پیراہن، دستار اور مقراض کو حضرت مولانا امام مظفر کے حوالہ کیا کہ فقیر کی طرف سے برادرم شعیب کو دے دینا۔ جب حضرت مولانا نے عدن جانے کا ارادہ کیا تو اس امانت کو حضرت حسین نوشہ توحید کے سپرد کیا۔ حضرت نوشہ توحید نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن کو تبرکات دے کر روانہ کیا۔ حضرت مخدوم نے نور باطن سے دریافت کیا اور حضرت حسن کے استقبال کو روانہ ہوئے۔ درمیان راہ کے موضع چیرداداں میں ملاقات ہوئی۔ معانقہ و مصافحہ کے بعد تبرکات حضور میں پیش کر دئے۔ اور حضرت مخدوم کے اقرار کے بعد یہ تبرکات بطور اجازت و خلافت اپنی طرف سے عنایت فرمایا۔ اس طرح پر تین واسطے حضرت مخدوم الملک تک پہنچے اور حقیقت میں ایک ہی واسطہ ہے۔ آپ کی ذات سے سلسلہ رشد و ہدایت بہت ہوا۔ آپ کے کشف و کرامات (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

خواہرزادہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ آپ بھی حضرت سیدنا امام محمد تاج فقیہ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔

تالاب سے اتر جانب ایک پر دنما چبوترہ پر دو پختہ مزارات ایک حضرت مخدوم ملک العلماء شاہ بڑن منیری رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرا آپ کے صاحبزادے حضرت قطب موحد منیری رحمتہ اللہ علیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بہت مشہور رہے۔ آپ نے حضرت مخدوم جہاں رح کی روش اختیار فرمائی - ہزارہا بندگان خدا آپ کے فیض صحبت سے مالا مال ہوئے اور راہ ہدایت پائی۔ ایک سو چھتیس برس تک اس عالم فانی میں رہ کر ۱۲ ربیع الآخر روز دوشنبہ ۸۲۴ھ میں فردوس بریں کی راہ لی۔ آپ کا مزار اقدس شیخپورہ ضلع مونگیر میں مرجع انام ہے۔ آپ کی سجادگی کا سلسلہ آپ کی اولاد میں ہے۔ اور آپ کا عرس ہر سال اہتمام سے ہوتا ہے۔ بزرگوں کے حالات میں آپ کی ایک کتاب "مناقب الاصفیا" بہت مشہور ہے۔ آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

۱۲

کا ہے۔ حضرت ملک العلماء رح حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں اور شیر شاہ ثوری کے پیرو مرشد ہیں۔[1]

آپ کا تذکرہ تاریخ جدید صوبہ بہار و اڑیسہ میں سید اولاد حیدر صاحب بلگرامی نے بھی کیا ہے۔ پورب کی قبر حضرت مخدوم شاہ قطب موحد منیری رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں زاد بھائی اور محترم پیر ہیں۔ اس سے متصل ایک چھوٹی قناتی مسجد ہے۔ تالاب سے جنوب مغرب گوشہ پر حضرت مومن عارف رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ بڑی درگاہ شریف سے دکھن حضرت حاجی حنفی الدین و حاجی نظام الدین رحمہم اللہ کے مزارات ہیں۔ اسی سے متصل ایک قدیم مسجد ہے جس کے صحن میں نواب تنگر قلی خاں بدخشانی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ بدخشاں کے رہنے والے ماہر تعمیرات اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ انہی کے اہتمام سے تالاب و درگاہ اور دوسری عمارتیں تیار ہوئیں۔ گرچہ روضہ کی تکمیل دیکھنے کا ان کو موقع نہ ملا اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار کے کتبہ سے سن انتقال ۹۸۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ ان کی تربت خوشنما پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ جس پر حضرت سعدی شیرازی

[1] حیات شیر شاہ ۱۲

رحمۃ اللہ علیہ کے درد انگیز اشعار کندہ ہیں ؎

دریغا کہ بے ما بسے روزگار — بروید گل و بشگفد نوبہار
کسانیکہ از ما بغیب اندر اند — بیایند و بر خاک ما بگذرند

اس سے اتر جانب سر راہ ایک شہید کا مزار ہے۔ خانقاہ کے متصل بارہ شہداء کے مزارات ہیں۔ یہ حضرت امام محمد تاج فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں سے ہیں۔ ان مزارات کی مناسبت سے یہ محلہ بارہ شہید کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ مقام سگ گزیدہ لوگوں کے لئے مفید ہے۔

شاہ روضہ

یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے محترم استاد حضرت مخدوم رکن الدین مرغیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ آپ حضرت امام محمد تاج فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ آپ کا مزار ایک مرتفع ٹیلہ پر چار دیواری کے اندر ہے۔ اسی احاطہ میں آپ کے دو صاحبزادے حضرت مخدوم سید احمد اور حضرت مخدوم سید محمد رحمہم اللہ کے مزارات ہیں۔ اسی سے متصل ایک مسجد ہے۔ عرصہ تک آپکا رشد جاری رہا اور ۱۹ ذی الحجہ کو آپ کا وصال ہوا۔

یہاں سے کچھ دور پر ایک بزرگ حضرت شاہ محمود اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مزار وسیع احاطہ میں ہے۔ آپ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ کے عہد دولت میں یہاں آئے اور قیام پذیر ہو گئے۔ آپ صاحب رشد و ہدایت تھے۔ یہاں سے کچھ دور سڑک سے متصل حضرت شاہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ایک احاطہ میں ہے۔ آپ بھی یہاں کے قدیم بزرگوں میں ہیں۔

خانقاہ

خانقاہ کی عمارت حضرت سیدنا امام محمد تاج فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کی ہے۔ آپ نے اپنے مقدس وجود سے اس کو شرف بخشا ہے۔ صوبہ میں یہ پہلی خانقاہ ہے جہاں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا۔
خانقاہ پانچ در کی ہے جس کے آگے کھلا ہوا صحن ہے۔ اس میں ایک پائے سے ملا ہوا سنگی تکیہ ہے جس سے ٹیک لگا کر حضرت امام محمد تاج فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تھے۔ ایام عرس میں صاحب سجادہ وہیں پر بیٹھتے ہیں۔ اس سے متصل ایک مکان رواق کے نام سے موسوم ہے۔ اسی میں ایک سنگی کمرہ ایک دالان اور حجرہ ہے۔ اسی کمرہ میں ملک کے ممتاز بزرگ حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے۔ اس کے اندر ایک قدیم چوبی چوکی ہے۔

جس پر آپ کی والدہ ماجدہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔ یہ اب کسی قدر شکستہ حالت میں ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ پتھر جوڑ کا ایک ٹکرہ تراشا ہوا ہے جو چوکی کی شکل میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ اسی کمرہ سے ملا ہوا ایک حجرہ ہے جس میں حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ عبادت کرتے تھے۔ اس مکان کی دیوار اور چھت اسی زمانہ کی ہے۔ اتر جانب کی دیوار ۳۴ء کے زلزلہ میں نقصان ہو گئی تھی جس کی مرمت ہو چکی ہے۔

خانقاہ مخدوم رح میں حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کا عرس ۹ سے ۱۲ شعبان تک اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت اہتمام سے ہوتا ہے۔ ۱۲ شعبان اور ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال کلاہ مبارک و موئے مبارک حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر تبرکات کی زیارت سے ہزارہا بندگان خدا مشرف ہوتے ہیں۔

خانقاہ سے متصل ایک قدیم مسجد حضرت سلطان المخدوم رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ جلیل الدین احمد منیری رحمتہ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہے۔ اس کا کتبہ یہاں کے کتبوں میں سب سے قدیم ہے۔ مگر بجائے مسجد کے ایک قبر کے سرہانے میں لگا ہوا ہے سہ

بحمد اللہ کہ در عہدِ شہ انجب — شہ محمود سلطانِ مہذب
بہیں مسجد کہ بُد بانیٔ اوّل — جلیل الحق ز اقطاب مقرب
چو حماد خطیر بوزبیر است — عمارت کرد باز از سر مرتب
ز ہجرت ہفصد و ہشت و نود بود — بعصمت از انبیا دش تو یا رب

حضرت مخدوم شاہ جلیل الدین منیری رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسجد کو پہلی بار تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد حماد خطیر بوزبیر رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان محمود کے حکم سے بنایا۔ یہ وہی سلطان محمود تغلق ہیں جنکی تخت نشینی ۱۳۹۳ھ میں ہوئی تھی۔ کتبہ ۷۹۸ھ مطابق ۱۳۹۶ء سے اس کی مطابقت ہوتی ہے۔ حماد خطیر کا حال تو معلوم نہیں لیکن ان کی زیر نگرانی سلطان محمود کے حکم سے خزانہ شاہی سے یہ مسجد تعمیر کی گئی۔ سلطان محمود یہاں زیارت کے لئے آئے ہیں۔

مسجد سے متصل حضرت سید احمد ترک لربک شہید رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ حضرت امام محمد تاج فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر رفقاء میں سے ہیں۔ یہاں سے شمال مغرب کی جانب لب دریائے سون حضرت سید علی شہید رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ بھی حضرت امام ممدوح کے رفقاء میں سے ہیں۔ اور آپ کے نام کی مناسبت سے یہ محلہ علی شہید کے نام سے مشہور ہے۔ خانقاہ سے قریب عالیشان جامع مسجد ہے۔ جس کو پہلے حضرت مولانا عبدالشکور

منیری رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد ۱۱۰۳ھ میں ابراہیم خاں نے تعمیر کیا جس کا کتبہ یہ ہے ؎

شکر ایزد کہ از چون و چرا بیرون است تام
کز سپاس او شود فرخندہ دل شیریں کلام
مولوی عبدالشکور از واصلانِ حق بگو ئو ہا
پیشوائے راہِ دیں بود و طریقت را امام
در زمانِ شاہ عالمگیر غازی دیں پناہ
عاقل و کشور کشا فرمانروائے روم و شام
مسجدِ آں مولوی اُفتادہ بود و کہنہ جائے
کرد ابراہیم خاں از نو بنائش انتظام
کرد مسجد را بنائے نیک از صدق و یقیں
از برائے سجدۂ طاعت خدائے پاک نام
علوی نسلِ قریش از خانخاناں بن کبیر
شد حصار از مولدِ او در جہاں فرخندہ نام
چوں مرتب شد ز دل پرسیدم از تاریخ او
گفت از تاریخ او شد مسجدِ بیت الحرام

۱۱۰۳ ہجری

اس مسجد کی سہ بارہ تعمیر ۱۲۸۳ھ میں میر خادم علی منیری ؒ

کے اہتمام سے ہوئی جس کا کتبہ مدینہ منورہ سے کندہ ہو کر آیا اور مسجد میں لگایا گیا ؎

عبدالشکور ساختہ بنیادِ اولیں — بارِ دگر نمود براہیم خاں بنا
پس خادم علی کہ رئیس است زیں نفر — از آلِ مصطفےٰ و ز اولادِ مرتضےٰ
تعمیر کرد بارِ سوم مسجدِ کہن — شد قبلہ بہر کعبہ پرستانِ باصفا
بنمود فکر در سنِ تاریخ او بشیر — ہاتف بدیہہ گفت۔ زہے خانۂ خدا

۱۲۸۳ ہجری

اسی مسجد کے احاطہ میں مولانا عبدالشکور منیری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اسی کے قریب گنج شہداء ہے جہاں حضرات شہداء آسودہ ہیں۔ اس قصبہ میں اور اس کے گرد و نواح میں تغلقی مسجدیں، شہداء و بزرگان و شاہزادگان کے مزارات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

تبرکات

خانقاہ حضرت مخدوم میں کلاہ مبارک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جسے حضرت امام محمد تاج فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ حسب بشارت حضور پاک صلعم اپنے ساتھ لائے تھے۔ اور موئے مبارک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مخدوم نجم الدین کبریٰ ولی تراش کی تسبیح جو عرصہ تک حضرت مخدوم شیخ نجیب الدین فردوسی رحمتہ اللہ کے پاس رہ چکی تھی جس کو حضرت شیخ نے حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت امام محمد تاج فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھوڑے کی زین جس کو فتح منیر کے بعد آپ خانقاہ میں بچھا کر تشریف فرما ہوئے تھے، حضرت سلطان المخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی کلاہ مبارک، حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ کی کلاہ مبارک اور تسبیح۔

حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے ایک خرقہ تیار کیا تھا جس پر پندرہ پارے قرآن شریف کے لکھے تھے۔ اس خرقہ کے متعلق آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس کو رکھ دینا، اور منیر میں ایک بزرگ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمتہ اللہ علیہ ہونگے ان کی خدمت میں میری جانب سے یہ کہتے ہوئے پیش کرنا کہ "مینا کے

عمر بھر کی کمائی ہے اس کو قبول کیا جائے" اس خرقہ کو غور سے دیکھنے کے بعد جابجا سے پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح کی اور بھی چیزیں ہیں۔

یہ قصبہ پٹنہ سے ۱۷ میل جانب مغرب واقع ہے، یہاں کا ریلوے اسٹیشن بہٹا ہے جو یہاں سے ۵ میل جنوب کی طرف ہے۔

اسمائے شہدائے منیر

حضرت میر سید علی احمد ترک لربک شہید رض، حضرت علوی شہید رض، حضرت تاج شہید رض، حضرت معصوم شہید رض، حضرت چندن شہید رض، حضرت جنید شہید رض، حضرت اسحٰق شہید رض، حضرت یعقوب شہید رض، حضرت یوسف شہید رض، حضرت بہا ان شہید رض، حضرت صوفی شہید رض، حضرت شاہ عبد الغنی شہید رض، حضرت قبول شہید رض، حضرت شاہ عبد السبحان شہید رض، حضرت دوست محمد شہید رض، حضرت علاء الدین شہید رض، حضرت سید جلال شہید رض، حضرت تیر شہید رض، حضرت سید روشن علی شہید رض، حضرت شاہ غلام حسین شہید رض، حضرت مصطفےٰ شہید رض، حضرت یوسف بیگ شہید رض، حضرت شیخ عاصم شہید رض، حضرت داؤد شہید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

القصیدۃ المنیریۃ

من ناظمھا المولانا ابی محمد المدعو بحفظ الکریم المعصومی البہاری (ممتاز المحدثین)

عشق طویل دھر کن ناجیا بثناء … طلق المحیا، صافی الحوباء
أمراد احرزت مفاخر لم تحوھا … أقمار دیجور وکلا ابن جلاء
أمراد نفست للکرامۃ آیۃ … حتی جمعت مآثر الکرماء
نفقت الاحبۃ کلھم علماء … منزلۃ ونی الاوصاف السماء
کنا کعقد للجمان منتظم … قد کنت فیہ کدرۃ عصماء
واذا اجتمعنا کالنجوم فبیننا … انت الھلال تشع بالاضواء
قلبی یطوف والاحبۃ کلھم … مثل الفراش یطوف حول ضیاء
ولک السیادۃ والسعادۃ والعلیٰ … أورثتھا من سادۃ نجباء

قوم تخر علی الجباہ روینھم … شعف الجبال وقمۃ العلیاء
للّٰہ در ائمۃ تطعوا الیٰ … ارض المنیر مراسخ الغبراء
دم للقلوب محبۃ ولطفنا … کحلا وللحساد کالاعداء
قد جاھدوا فی اللّٰہ لا طمعا ولا … حرصا علی البیضاء والصفراء

ھم اعلنوا الحق الصریح وابطلوا … دین العلوج لسبتۃ رھماء
حتی البھار تنورت بھام … وغدت مقیل اولئک الوجناء
اللّٰہ انزلھم منازل عزۃ … وکرامۃ فی الجنۃ الفیحاء

احییت ربعا لا یزل یحلہ … خیر من الاخیار والسعداء
وبنیت فوق دفارس فی طیبھا … نور المقتبس وکل سناء
نوھت آثار المنیر بذکرھا … اخلدتھا ببلاغۃ الانشاء
وکشفت عن تاریخھا الستر الذی … اسدی والحمہ ید الاخفاء
انی اتیتک یا مراد مھنئا … وعرفت قدرک فوق کل ثناء
ما زدت قدرک اذ اتیتک واصفا … لکن بذاک تشرفی وعلائی

ربیع الاول ۱۳۶۲ سنہ ہجری

معصومی

آنکھوں میں بسی ہوئی ہے تصویر منیر
ہے دل کے سیہ خانے میں تنویر منیر
"آثار منیر" کی طباعت کی قسم
تاریخ بھی کر رہی ہے توقیر منیر

مژدۂ جانفزا

معتقدین و متوسلین حضرت مخدوم منیری رحمۃ اللہ
ہ سے تاریخ منیر شریف اور حضرت مخدوم منیری رحمۃ اللہ
انح حیات کی جستجو تھی۔ الحمد للہ کہ جناب مولانا سید شاہ
احب منیری (ممتاز المحدثین) نے آثار منیر کے نام سے
تاب تصنیف فرمائی ہے۔

شائقین حضرات سے التماس ہے کہ مندرجہ ذیل
طلب فرمائیں اور توقف نہ کریں ورنہ دوسری اشاعت کا
نا پڑے گا۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کے پتے

۱۔ ماسٹر فضل الرحمن صاحب خانقاہ منیر شریف ڈاکخانہ منیر شریف
سید شاہ محمد منعم صاحب۔ محلہ نواب گنج ڈھاکہ
مولوی محمد عیسیٰ صاحب مخدومیہ ڈائری فرم نمبر ۲۱
ڈاکخانہ سرکس۔ کلکتہ